﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿---اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: نصیر احمد قمر

جلد25 | جمعۃالمبارک 24/اگست 2018ء — 12 ذوالحجہ 1439 ہجری قمری ❁ 24/ظہور 1397 ہجری شمسی | شمارہ34

نورِ مجسّم بننے کی دعا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد میں یہ دعا کرتے تھے:

اے اللہ! میرے دل میں اور میری آنکھوں میں اور میرے کانوں میں نور بھر دے اور میرے دائیں اور میرے بائیں اور میرے اوپر اور میرے نیچے نور ہی نور کردے۔ اور میرے آگے اور میرے پیچھے نور عطا کر۔ اور مجھے نور ہی نور بنادے۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء اذاانتبہ من اللیل)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

یقیناً کسی دین کا دیگر ادیان پر غلبہ بہت بڑے روشن نشان اور عظیم قطعی دلائل اور نیکوں اور تقویٰ شعار لوگوں کی کثرت سے ہی ثابت ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کر رکھا تھا کہ اس کے دین کو تمام ادیان پر غلبہ تام نہ ہوگا اور نہ اکثر دلوں کو دلائل حق دیئے جائیں گے اور نہ اکثر لوگوں کو باطنی تقویٰ دیا جائے گا مگر صرف مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانہ میں۔

''اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ شیطان کو دی گئی مہلت آخری زمانہ تک تھی جیسا کہ قرآن سے یعنی فرقان میں مذکور لفظ اِنۡظَار (مہلت دیئے جانے) سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ اِلٰی یَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ [یقیناً تُو مہلت دیئے جانے والوں میں سے ہے۔ ایک معلوم وقت کے دن تک۔(صفحہ:81-82)] یعنی دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک جس میں حیّ و قیوم خدا کے اِذن سے لوگ گمراہی کی موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ بلاشبہ یہ دن ایسا دن ہے جو آدم کی پیدائش کے دن سے مشابہ ہے کیونکہ اس میں اللہ نے ارادہ فرمایا ہے کہ مثیل آدم پیدا کرے اور پھر زمین میں اس کی روحانی ذریّت پھیلا دے اور انہیں ہر اس شخص پر غالب کر دے جس نے اللہ سے تعلق کاٹ لیا اور اس سے کٹ کر الگ ہو گیا۔ آخری زمانہ میں آدم ثانی کی (آمد کی) ضرورت شدت اختیار کر گئی ہے تا جو شروع کے وقت میں کھو گیا تھا وہ اس کی تلافی کرے اور تا کہ شیطان کے متعلق اللہ کی وعید پوری ہو جائے۔ کیونکہ اللہ نے اسے دنیا کے آخر تک مہلت دی تھی اور اس میں اس کو ہلاک کرنے اور اسے اپنی مملکت سے نکال باہر کرنے کی طرف اشارہ فرمایا تھا۔ اسے مہلت دیئے جانے کے دنوں کے بعد اور ملکوں میں اس کے چیر پھاڑ کرنے کے بعد اس کے قتل کی وعید کے بغیر اسے ڈھیل دینے کا مطلب ہی کیا ہے؟ ہلاکت ہی اس کی سزا ہے کیونکہ اس نے بڑے بڑے فتنوں سے لوگوں کو ہلاک کیا۔ ساتواں ہزار اس کو قتل کئے جانے کے لئے ایک مقررہ میعاد تھا کیونکہ اس نے لوگوں کو سات دروازوں سے جہنم میں داخل کیا تھا اور اندھے پن کا حق پوری طرح ادا کیا تھا۔ پس ان سات (دروازوں) کے لحاظ سے ساتواں (ہزار) زیادہ مناسب اور زیادہ صادق ہے۔ اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ وہ (شیطان) دنیا کے آخری حصہ میں قتل کیا جائے گا اور حضرت کبریا کی جناب سے بطور رحمت اس وقت آدم زادوں کو زندگی دی جائے گی اور بہت بڑی ہزیمت شیطان پر مسلّط کی جائے گی جیسے آغاز میں آدم پر ڈالی گئی تھی۔ پس اس وقت نفس کے بدلے نفس اور عزت کے بدلہ عزت کا انتقام لیا جائے گا۔ زمین اپنے ربّ کے نور سے چمک اٹھے گی۔ آدم صفی اللہ کا دشمن ہلاک ہو جائے گا۔ اور برگزیدہ بندوں سے دشمنی کی سزا ایسی ہی ہوتی ہے۔ یہ فتح آدم کا واجب حق تھا کیونکہ بعد اس کے کہ اللہ نے اسے عزت و شرف بخشا تھا شیطان نے اژدھا کے روپ میں اسے پھسلا دیا تھا اور اس کو قعر مذلّت میں ڈال دیا تھا اور اس کی کمر توڑ دی تھی۔ ابلیس نے آدم کو قتل کرنے ہلاک کرنے اور اس کی بیخ کَنی کرنے کا ہی قصد کیا تھا اور چاہا تھا کہ اسے اور اس کی ذریت اور اس کے خاندان کو نابود کر دے۔ پس حضرتِ باری تعالیٰ کی قضا کے دفتر سے اس کے خلاف ایامِ مہلت کے بعد قتل کئے جانے کا حکم صادر ہوا۔ اسی کی طرف اللہ سُبۡحَانَہٗ نے اپنے قول اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ میں اشارہ فرمایا ہے جیسا کہ تدبر کرنے والے جانتے ہیں۔ اس قول سے حقیقی مردوں کو دوبارہ زندہ کرنا مراد نہیں بلکہ اس سے گمراہوں کو گمراہیوں کے بعد دوبارہ زندگی دیئے جانا مراد ہے۔ اس کی تائید قرآن مجید میں اللہ کا قول لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ [تا وہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے (الصّف :10)]۔ کرتا ہے جیسا کہ اہل عقل و عرفان پر پوشیدہ نہیں۔ یقیناً کسی دین کا دیگر ادیان پر غلبہ بہت بڑے روشن نشان اور عظیم قطعی دلائل اور نیکوں اور تقویٰ شعار لوگوں کی کثرت سے ہی ثابت ہوتا ہے۔ وہ دین جو یقین تک پہنچانے والے دلائل مہیا کرتا ہے اور نفوس کا کماحقّہٗ تزکیہ کرتا ہے اور انہیں شیطان لعین کے پنجوں سے نجات دلاتا ہے بلاشبہ وہی دین سب ادیان پر بالا اور غالب دین ہے اور وہی مردوں کو شک اور نافرمانی کی قبروں سے اٹھاتا ہے اور بے حد احسان کرنے والے اللہ کے فضل سے علمی اور عملی طور پر زندگی بخشتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کر رکھا تھا کہ اس کے دین کو تمام ادیان پر غلبہ تام نہ ہوگا اور نہ اکثر دلوں کو دلائل حق دیئے جائیں گے اور نہ اکثر لوگوں کو باطنی تقویٰ دیا جائے گا مگر صرف مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانہ میں۔ جہاں تک مسیح موعود سے پہلے زمانوں کا تعلق ہے تو اُن میں تقویٰ اور فہم عام نہ ہوگا۔ بلکہ فسق اور گمراہی بکثرت ہو جائے گی۔''

.........................(خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 226 تا229۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

خلافت احمدیہ کے زیر ہدایت ونگرانی گھانا (مغربی افریقہ) میں

احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نفوذ اور اس کی روزافزوں ترقی کی روشن ودرخشندہ اور ایمان افروز تاریخ کی چند جھلکیاں

پہلے گھانین احمدی چیف مہدی آپا

(Kodjo Adoagyir Cheif Mahdi Appah) کاذکرخیر

احمد طاہر مرزا۔ مبلغ سلسلہ گھانا

قسط نمبر3

جماعت احمدیہ گھانا کی ابتدائی تاریخ میں دو مقامات کوغیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ انہی علاقوں سے گھانا میں نیّر احمدیت کا طلوع ہوتا ہے۔یعنی سالٹ پانڈ اور ایکومفی ایکرافو (Ekumfi Ekrawfo)۔ ایکرافو چیف مہدی آپاہ کا آباد کردہ قصبہ ہے۔ یہ وہی علاقہ ہے جہاں آج جامعۃالمبشرین گھانا قائم ہے۔مکرم چیف مہدی آپا کا پورانام کوجو اڈواجیر آپا تھا۔

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر رضی اللہ عنہ

فانٹی قوم میں اسلام 1876ء میں آیا۔ اور 1876ء میں چیف مہدی آپا نے اسلام قبول کیا۔حضرت مولانا نیّر صاحب نے بھی اپنی رپورٹ میں 1876ء تحریر کیا ہے۔ اسی طرح مکرم چیف مہدی صاحب نے 11 مارچ 1921ء کی تقریر میں بیان کیا ہے کہ 45 برس ہوئے کہ میں مسلمان ہوا ہوں۔اس حساب سے بھی آپ کا زمانہ قبول اسلام 1876ء بنتا ہے۔

(الفضل قادیان 19 مئی 1921ء صفحہ 3)

آپ کے اس بیان سے یہ ثابت ہوگیا کہ قریباً بیس سال انہوں نے اپنی قوم میں اسلام کی تبلیغ کی جس سے ہزاروں فانٹی لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ یقیناً تبلیغ اسلام کی یہ بہت بڑی خدمت ہے جو آپ کے حصہ میں آئی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

چنانچہ 1896ء میں انہوں نے دیگر لوگوں کے ساتھ مل کر ایکرافو میں ایک ابتدائی مسجد تعمیر کروائی جو مسجد و مکتب کے لئے استعمال کی جاتی تھی۔ اور آجکل یہ ایک خوبصورت مسجد کی شکل میں ہے اور جماعت احمدیہ گھانا کی ملکیت ہے۔اس بات کا ذکر دیگر مؤرخین بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ مسٹر نوئیل سمتھ (Mr. Noel Smith) جنہوں نے گھانا کے عیسائی سکولوں میں استاد کی حیثیت سے کام کیا ایک کتاب لکھی جس میں لکھتے ہیں:

"ابوبکر نامی ایک نائیجیرین مبلّغ اسلام کی تبلیغی مساعی کے ذریعہ فانٹی کے دو میتھوڈسٹ عیسائیوں بن یامین سام اور مہدی اَپّاہ کے مسلمان ہونے کے بعد جماعت احمدیہ نے جو تبلیغی جہاد کی علمبردار رہے وہاں اپنے پاؤں جمانے میں کامیابی حاصل کی۔ سام اور اَپّاہ نے کیپ کوسٹ سے بارہ میل دور ڈنکو آرڈو پر ایکروفو کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا۔ وہاں سے انہوں نے اسلام کے حق میں اپنی تبلیغی مہم کا آغاز کرنے کے علاوہ ایک سکول بھی کھولا۔ 1920ء میں حکومت نے اس سکول کے لئے ایک تربیت یافتہ استاد (عیسائی پادری) فراہم کیا۔ 1921ء میں فانٹی مسلمانوں نے ایک ہندوستانی احمدی مبلغ کو مدعو کیا کہ وہ سالٹ پانڈ میں تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا کام کرے۔ اس احمدی مبلّغ کی مساعی اس قدر بارآور ثابت ہوئیں کہ ان سے متاثر ہو کر چند سال کے اندر اندر قریباً تمام فانٹی مسلمان جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے۔"

(Noel Smith "The ,page 123)
Presbyterian Church in Ghana-
1835-1960

یہ وہی مکتب تھا جس میں جناب بنیامین سام مرحوم اور چیف مہدی آپا نے نومسلموں کی تعلیم وتربیت کی تاہم جب عیسائی پادری نے بائبل کے درس دینے شروع کئے تو چیف مہدی نے یہ مدرسہ بند کر دیا۔ جس کا ذکر آگے آئے گا۔

گھانا کے ابتدائی احمدیوں میں ایک نام بنیامین عیسیٰ (Benyameen Easah Keelson) کیلسون مرحوم کا بھی آتا ہے۔ آپ کے پوتے اور بنیامین سام مومن صاحب مرحوم کے پڑنواسے جناب کیلسن صاحب نے جنہوں نے چیف مہدی آپا کے نواسے جناب احمد آفل (Ahmed Affel) جو آجکل ایکرافو میں موجود ہیں سے انٹرویو کیا اور بعض معلومات ان سے حاصل کیں۔ اسی طرح کچھ زبانی معلومات اپنے والد مکرم نوردین بن کیلسون سے حاصل کیں جو گھانا انسٹی ٹیوٹ آف لینگوئجز کماسی میں لیکچرار ہیں۔ اور گھانا کے احمدیہ رسالہ ماہنامہ "دی گائیڈنس" میں ایک مضمون لکھا جس سے کچھ ماخوذ معلومات درج ذیل ہیں۔

ابتدائی زندگی

محترم کوجو (سوموار کا دن۔ جو سوموار کو پیدا ہوا اسے کوجو سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جیسے کوفی عنان ہے۔ کوفی کا مطلب ہے کہ جو جمعہ کو پیدا ہونے والا) اڈوجر آپا المعروف چیف مہدی آپا 1825ء میں کوفی آپا اور ایڈوا آرکوہ کے ہاں سنٹرل ویسٹ گھانا کے علاقہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پرورش اچھے ماحول میں کی گئی اور جوانی سے ہی ایک توانا اور وجیہ انسان تھے۔ اپنی جوانی سے ہی جوانوں اور بڑوں کی نظر میں عقلمند اور دانا نوجوان کی شہرت کے حامل تھے۔ اگرچہ آپ نے رسمی تعلیم تو نہ حاصل کی تاہم اپنی قائدانہ صلاحیتوں کی بدولت اس علاقہ کے چیف Nana Akyin III, (جنہوں نے 1848ء تا 1887ء تک اس علاقہ میں چیف شپ کی) کی آنکھوں کا تارہ بن گئے۔ اور اپنی صلاحیتوں کے بل بوتے پر 1800ء کے عشرہ اشانٹی وفانٹی کی جنگوں کے لئے Nana Akyin III, نے چیف مہدی کو فوجی فانٹی بٹالین کا کپتان مقرر کر دیا۔

(Monthly The Guidance Ghana)
January and February 2017 Edition

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ تحریر کرتے ہیں:

اشانٹی کے بادشاہ پراپساد نے جب فانٹی قوم کو تنگ کیا تو سرکار انگریز نے فانٹی لوگوں کی مدد کر کے اشانٹی علاقہ پر حملہ کیا اور نائیجیریا سے مسلمان لوگوں کی فوج آئی تو اس وقت فانٹی قوم کو اسلام کا علم ہوا۔ (یہی وجہ ہے کہ گھانا میں احمدیت کا پیغام پہنچانے میں نائیجیرین مسلمانوں کا ضرور تذکرہ ملتا ہے۔ اور اس قوم میں جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ چیف مہدی آپا ہی تھے۔ مصلحت ربی کہ اس کی سعادتمندی دیکھ کر ہاؤسا معلم نے ان کا نام مہدی تجویز کیا۔ اور عجیب اللہ تعالیٰ کا تصرّف کہ یہی شخص اس واقعہ کے قریباً چالیس سال بعد امام مہدی آخرالزمانؑ کی بیعت میں داخل ہو گیا۔)

چنانچہ ان کی قیادت میں فانٹی آرمی نے Bobikuma, کی جنگ میں اشانٹی فوج کو شکست دیدی۔ چنانچہ Ekumfi افواج کی کامیابی کے بعد انہیں "چیف" Kojo Adoagyir Appah کا اعزاز دیدیا گیا۔ اور اس کے بعد ان کے نام کا حصہ بن گیا۔ اور چیف آپا کے نام سے گردانے جانے لگے۔ انہی فتوحات کی بدولت چیف نے انہیں اپنا ایڈوائز مقرر کر دیا۔

چیف مہدی کو ان کی قائدانہ اور جرأتمندانہ صلاحیتوں کی وجہ سے Tufuhene (War Chief) سپہ سالار تسلیم کرلیا گیا۔ اسی وجہ سے آپ کے نام ساتھ چیف لکھا جانے لگا۔ اسی طرح نانا Akyi سوم نے انہیں اپنا ایڈوائزر مقرر کر دیا۔ اس طرح ان کی مقبولیت میں مزید اضافہ ہو گیا اور اس علاقہ اور ایکرافو نیز مضافات کی بستیوں میں ان کی مقبولیت کے چرچے ہونے لگے۔ اس شہرت کی بناء پر Breman بیڈوم کے لوگوں کی چیف مہدی کی طرف توجہ ہوئی جن کا ایک زمینداری کا ایک مقدمہ Bisease کے لوگوں کے ساتھ چل رہا تھا۔ چیف مہدی نے یہ مقدمہ لڑا۔ چنانچہ چیف مہدی کو کیپ کوسٹ کی عدالت سے کامیابی حاصل ہوگئی اور یہ مقدمہ آپ نے جیت لیا۔ چنانچہ اس کامیابی کی بدولت آپ کو 1900ء میں ایک بہت بڑی زرعی اراضی بیڈوم کے مقام پر الاٹ کر دی گئی۔ جہاں بعد میں آپ نے کوکا فارم بنایا۔ اور یہ فارم آجکل آپ کے نواسے اور پڑنواسوں کی ملکیت ہے۔

قبول اسلام

مکرم بنیامین صاحب سام مرحوم کی رہائشگاہ Ankorkwaa میں تھی۔ یہ مقام Gyinankoma کے قریب تھا جہاں سے یہ باقاعدگی سے چیف مہدی آپا کے آبائی گاؤں Attakwaa میں جایا کرتے تھے۔ چونکہ یہ دونوں بزرگ اسلام قبول کر چکے تھے۔ اس لئے بنیامین صاحب نے چیف مہدی مرحوم کو کچھ ابتدائی انگریزی اسباق بھی پڑھائے۔

میتھوڈسٹ پادری جناب بنیامین سام صاحب 1896ء میں بعض خوابوں کی بناء پر ایک ہاؤسا مسلمان جناب صدیق ابوبکر کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ جو قصبہ Egyaa2 کے رہائشی تھے۔ جناب بنیامین سام کے قبول اسلام کے بعد آپ کا اسلامی نام مومن سام رکھا گیا۔

حضرت مولانا نیّر صاحب کے مطابق چیف مہدی آپا نے اپنے گاؤں ایکرافو جو آج ایک خوبصورت قصبہ کی شکل اختیار کر چکا ہے، کو اسلام کا مرکز قرار دے کر 1902ء تک 150 نئے مسلمان لئے۔ اور 1896ء میں ایکرافو میں ہی ایک مدرسہ بھی جاری کر دیا۔ اس عرصہ میں ہاؤسا اور لیگوشن مسلمان نائیجیریا سے آگئے اور اس مدرسہ میں سرکاری مسیحی مدرس نے بائبل پڑھانی شروع کردی۔ اس صورت حال کو دیکھ کر چیف مہدی نے مدرسہ کو توڑوا دیا تا لوگ عیسائی نہ ہوجائیں البتہ تبلیغ و تربیت جاری رکھی جس سے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ لیکن ہاؤسا لوگوں کے اس خیال اور بت پرستوں Pagans کے اس خیال نے کہ اسلام سیاہ فام لوگوں کا مذہب ہے سفید آدمیوں کا مذہب نہیں ہے چیف مہدی کو بے چین کر دیا۔ اور اب فانٹی قوم حقیقی امام مہدی کو تلاش کرنے لگی۔ اور مختلف لوگوں سے معلومات لینی شروع کیں۔

مغربی افریقہ میں شامی مسیحی افراد رہتے تھے جو اسلام کے سخت دشمن تھے۔ خوش قسمتی ان کے ساتھ ایک شامی مسلمان تاجر بھی آ گیا اور لنڈن سے مغربی افریقہ کو جاتے ہوئے لندن میں حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب بھیرویؓ کو لٹریچر تقسیم کرتے ہوئے دیکھ کر گیا تھا۔ اور اس نے ایک بھی ٹریکٹ لے لیا تھا جس پر احمدیہ مشن لندن کا پتہ درج تھا۔ یہ خبر منتظر چیف مہدی کو ایک لیگوشن، نائیجیرین مسلمان جناب عبدالرحمن پیڈرو نے پہنچا دی۔ اور چیف مہدی صاحب کی خواہش کے مطابق جناب پیڈرو صاحب نے خط و کتابت کا آغاز کر دیا۔ اور سلسلہ احمدیہ کی طرف سے لندن سے حضرت مفتی صاحبؓ کو گولڈ کوسٹ بھجوانے کا انتظام کیا گیا۔ تاہم تقدیر الٰہی کو یہی منظور تھا کہ گولڈ کوسٹ میں احمدیت کا پیغام حضرت مولوی نیّر صاحبؓ کے ذریعے پہنچے۔ چنانچہ آپ نائیجیریا جانے سے قبل 28 فروری 1921ء کو گولڈ کوسٹ کے ساحل سالٹ پانڈ پہنچے اور 11 مارچ 1921ء کو چیف مہدی آپا اور دوسرے رءوسا مع رفقاء مزید نومسلموں نے چار ہزار کی تعداد میں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کا اعلان کر دیا۔

28 فروری کو جب آپ گولڈ کوسٹ کے ساحل سالٹ پانڈ پر لنگر انداز ہوئے تو آپ کے استقبال کے لئے صرف مسٹر عبدالرحمن پیڈرو اور سپرنٹنڈنٹ پولیس موجود تھے۔ حضرت مولانا نیّر صاحب نے 10 مارچ تک سالٹ پانڈ میں قیام کیا۔ اس دوران چیف مہدی آپا آپ کی آمد کی تصدیق کرنے اور دوسرے رءوسا کو اطلاع

کرنے کے لئے آدمی بھجواتے رہے۔اور آخر 11 مارچ 1921ء جمعہ کا دن ملاقات کے لئے مقرر ہوا۔آپ صبح اٹھ کر موٹر کے ذریعے سالٹ پانڈ سے ایکرافو روانہ ہوگئے۔

چنانچہ 11 مارچ 1921ء کی ڈائری میں حضرت مولانا نیر صاحبؓ اس تاریخ ساز سفر کے بارہ میں تحریر کرتے ہیں: ''سفر ایکرافو (Ekarfue)۔موٹر والے کو تین پاؤنڈ پانچ شلنگ دیئے۔دونو طرف سبز جھاڑیاں،رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام،سیدنا محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت،امیر (چیف مہدی) کی تقریر کہ اسلام کس طرح سیکھا۔وہ کیا چاہتا ہے۔اس کا شکریہ کہ سفید مولوی زندگی میں دیکھ لیا۔میرا جواب ''تسلی'' کہ اب میں آ گیا ہوں۔کام انشاء اللہ ہوگا۔حضرت مسیح موعود السلام کا پیغام۔خطبہ جمعہ عربی میں۔نذر میں انڈے، یام اور ایک بھیڑ۔ساڑھے 21 میل کا سفر۔''

(الفضل قادیان 7 نومبر 1925ء صفحہ 2)

11 مارچ 1921ء کے ایکرافو کے جلسہ میں چیف مہدی آپا کی تقریر

11 مارچ کو ایکرافو میں چیف مہدی کے مکان کے سامنے 500 افراد کا مجمع تھا۔چیف مہدی اپنے قومی لباس پہنے حلقہ امراء میں بیٹھے تھے۔مولانا نیر صاحب کے لئے دوسری طرف میز لگایا گیا۔آپ کا ترجمان اور ائمہ مساجد آپ کے ارد گرد تھے۔نقیب نے عصائے منصب ہاتھ میں لے کر چیف اور اس کے ممبروں کی طرف سے خوش آمدید کہا۔پھر خود چیف مہدی نے تقریر کی کہ 45 برس ہوئے میں مسلمان ہوا۔مجھے صرف اللہ اکبر آتا تھا۔اور یہی میرے ساتھ کے دوسرے مسلمان جانتے تھے۔ہاؤسا قوم اور لیگوس کے لوگ بعد میں آئے اور ہمیں اسلام سکھایا۔ہم جاہل ہیں۔اسلام کا پورا علم نہیں۔سفید آدمی مسیحیت سکھانے آتے ہیں۔میں بوڑھا ہوں مجھے فکر تھی کہ میرے بعد یہ مسلمان مسلمان رہیں۔میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ میری زندگی میں آپ آ گئے۔اور اب یہ مسلمان آپ (مولانا نیر صاحب مرحوم) کے سپرد ہیں ان کو انگریزی و عربی پڑھائی جائے اور دین سکھایا جائے۔

(الفضل قادیان 19 مئی 1921ء)

ایک کشفی نظارہ

اسی سفر کے حوالہ سے آپ مزید تحریر کرتے ہیں: جب میں موٹر میں جا رہا تھا جیسا کہ (مندرجہ بالا) ڈائری سے ظاہر ہے تو اس وقت مجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعود السلام دکھائے گئے اور جب میں ایکرافو پہنچا تو مہدی سے ملاقات ہوئی اس نے باچشم پُرآب سنایا کہ جس دن آپ سالٹ پانڈ پہنچے تھے اس سے پہلی رات میں نے دیکھا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرے میں آئے ہیں۔'' (محولہ بالا ایضاً)

1900ء میں بنیامین سام صاحب قبول اسلام کے بعد تربیت کے لئے مکرم صادق صاحب کے پاس دو ہفتوں کے لئے Agyaa چلے گئے جہاں انہوں نے اسلامی ابتدائی تعلیم و تربیت حاصل کی۔قبول اسلام سے پہلے بنیامین صاحب ایک ماہر دیسی حکیم گردانے جاتے تھے اور گولڈ کوسٹ کی قیمتی جڑی بوٹیوں کے خواص سے واقف تھے۔بالخصوص اولاد کی نعمت سے محروم عورتوں اور مردوں کے علاج میں خاصی شہرت رکھتے تھے۔چیف مہدی آپا کی اہلیہ بھی اولاد کی نعمت سے محروم تھیں جو ان کے علاج و معالجہ سے صاحب اولاد ہوئیں۔محترم بنیامین سام صاحب کے علاج کی بدولت Gyinakomaman قبیلے کے مرد و خواتین اولاد کی نعمت سے مالا مال ہوئے۔

چنانچہ بنیامین صاحب اور چیف مہدی آپا کی قبول اسلام کی خبر جنگل میں آگ کی طرح بڑی تیزی سے اس علاقہ میں پھیل گئی۔اور ان دونوں بزرگوں نے اپنے علاقہ کے بہت سے دوستوں، رشتہ داروں، رءوساء اور واقف کاروں کو قبول اسلام پر آمادہ کر لیا۔

ایکرافو (EKRAWFO) بستی کی بنیاد

فانٹی قوم کے لئے چونکہ اسلام ایک نیا مذہب تھا اس لئے اسلام کی اشاعت کے بعد اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ جھونپڑیوں مشتمل بستی قائم کی جائے۔جو بنیامین سام مرحوم اور دیگر مسلمانوں کی جھونپڑیوں کے مابین رابطہ کا کام کرے۔جناب بنیامین سام کی اقامت گاہ Ankorkwaa میں تھی۔نومسلموں کے لئے بنیامین کی قیامگاہ پر عملاً جانا مشکل کام تھا۔اگرچہ انہیں نماز کا کچھ حصہ اور کچھ قرآنی دعائیں سکھلائی گئیں کہ ان دعاؤں کو زبانی یاد کریں اور نماز فجر اور عشاء کے بعد ان دعاؤں کا ورد کیا کریں۔تاہم ان گھانین نومسلموں کے لئے عربی اسباق یاد رکھنا عملاً مشکل تھا اور اکثر ان قرآنی دعاؤں کو بھول گئے۔

اس دور کے نومسلموں کی وہ بستیاں جن کے نام Arkorkwaa, Amanyikrom, Ehuronkwaa, Anstaban اور Kwansakwaa تھے کا وجود اب مٹ چکا ہے نے فیصلہ کیا کہ دینی تعلیمات سیکھنے کے لئے ایک اجتماعی بستی کا قیام ضروری ہے جہاں وہ اسلامی تعلیم سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کا انتظام ہو۔چنانچہ ان بستیوں کے مسلمانوں نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ ایک علیحدہ بستی کا قیام ضروری ہے۔چنانچہ اس فیصلہ کی بناء پر Kurowfofor (جو بعد میں بدلتے بدلتے ایکرافو Ekrawfo میں بدل گیا۔) قصبہ کا قیام عمل میں آیا۔نئی بستی Ankorkwaa and Attakwa کے درمیان بنائی گئی۔چنانچہ مہدی آپا صاحب نے بھی اپنی بستی Atakwaa کو خیرباد کہہ دیا اور نئی بستی Kurowfofor میں آباد ہوئے۔جو مسلمانوں کا قصبہ کہلانے لگا۔چنانچہ بنیامین سام اور چیف مہدی آپا ہر دو شخصیات نے نومسلموں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری اٹھالی۔

ابتدائی مسجد و مکتب کی بنیاد

فانٹی علاقہ میں اشاعت اسلام کے بعض ابتدائی ماخذ کے مطابق ابتدائی مسجد و مدرسہ کا قیام جولائی 1896ء میں عمل میں آیا۔جس کی تعمیر میں گورنمنٹ گولڈ کوسٹ کا تعاون بھی شامل رہا۔اس مسجد کا ڈیزائن بھی اس نوعیت کا ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ بنیامین سام صاحب مرحوم کو اس کی تعمیر میں دلچسپی رہی کیونکہ قبول اسلام سے قبل وہ ایک میتھوڈسٹ پادری تھے اور 1914ء میں اسے مزید وسعت دی گئی۔پھر 1942ء میں اس کی تعمیر نو کی گئی۔اور بالآخر 1952ء میں اس کی موجودہ صورت میں ایک خوبصورت مسجد کی تکمیل ہوئی۔

ہمفری فشر کے مطابق:

"It is claimed that the school which was opened in July 1896, was the first Muslim school in the Gold Coast to have received government assistance."

(Humphrey J. Fisher, Ahmadiyyah: A Study in Contemporary Islam on the West African Coast, London,p.117)

اسی طرح "Ahmadiyya Movement in Ghana" کے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ اس ابتدائی مسجد و مکتب کی تعمیر میں جناب مومن سام صاحب (بنیامین سام صاحب) اور چیف مہدی آپا مرحوم ہر دو شخصیات کی ذاتی دلچسپی شامل حال رہی۔

(Ahmadiyya Movement in Ghana, Saltpond: Ahmadiyya Movement Ghana, 1961, p. 1)

اور آج جولائی 2018ء میں اسی مقام پر ایک خوبصورت مسجد قائم ہے جو جماعت احمدیہ ایکرافو گھانا کی ملکیت ہے۔راقم الحروف نے بھی 16 جون 2018ء کو ایکرافو جا کر اس مسجد کی زیارت کی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ قبول اسلام کے بعد چیف مہدی آپا اور بنیامین سام صاحب کی آپس میں گہری دوستی ہو گئی جو بعد میں رشتہ داری میں بھی بدل گئی۔چنانچہ جب مہدی آپا نے بنیامین سام مرحوم کی بیٹی جن کا نام (Rukia Ekua Mansah) رقیہ ای مینسا تھا سے تیسری شادی کر لی۔اس اہلیہ سے مہدی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی سے نوازا جن کا نام Haleema Adjoa Nyansiwah تھا۔چیف مہدی آپا ان پر بہت اعتماد کرتے تھے اور دینی امور میں انہیں ساتھ رکھتے تھے۔چنانچہ جب حضرت مولانا نیر صاحب مرحومؓ 1921ء میں سالٹ پانڈ کے ساحل پر لنگر انداز ہوئے تو یہی حلیمہ صاحبہ دوسرے خدام کے ہمراہ مولانا نیر صاحب مرحوم کا سامان اٹھا کر انہیں اپنے گاؤں ایکرافو لے کر گئیں۔اس حوالہ سے گھانا کی ابتدائی احمدیہ تاریخ کا وہ ایک بنیادی ماخذ تھیں۔(جن کا ذکر آگے آئے گا۔)

ایک اصولی اختلاف اور صلح

ہمارا دین شراب کو حرام قرار دیتا ہے۔تاہم جب غیر مسلم اسلام قبول کرتے ہیں جن میں سے بعض کی شراب نوشی کی عادت ترک کرانے میں حکمت سے کام لینا پڑتا ہے۔چنانچہ بنیامین سام صاحب اور چیف مہدی آپا کے مابین شراب نوشی ترک کرانے کے طریقہ کار میں اختلاف رائے پیدا ہو گیا اور اس غلط فہمی کی بناء پر تعلقات کشیدہ ہوگئے اور کچھ عرصہ کے لئے ان کی آپس میں بول چال بھی بند ہوگئی۔ان میں سے ایک کا نقطہ نظر یہ تھا کہ چونکہ اسلام میں شراب حرام ہے اس لئے اسے فوراً ترک کر دینا چاہئے۔جبکہ دوسرے بزرگ کا یہ نقطہ نظر تھا کہ ہماری قوم کے لئے یکدم اسے چھوڑنا بہت مشکل ہے لہذا آہستہ آہستہ اسے ترک کرنا چاہئے۔اس اختلاف کا ایک نتیجہ تو یہ نکلا کہ اسلامی تعلیمات سیکھنے کی غرض سے وہاں ایک ابتدائی مسجد و مکتب کی بنیاد پڑ گئی۔اور دوسرے ان ہر دو بزرگان کا اختلاف رائے ایک شادی کی صورت میں صلح پر منتج ہوا اور چیف مہدی آپا نے بنیامین سام کی بیٹی سے شادی کر لی۔چنانچہ ایک عیدالاضحیہ کے موقعہ پر ہر دو بزرگان کی صلح ہوگئی۔اس واقعہ کے قلیل عرصہ کے بعد 1915ء میں جناب بنیامین سام صاحب کی وفات ہوگئی۔اور ان کی وفات کے بعد نومسلموں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری چیف مہدی آپا کے کندھوں پر آن پڑی۔

محترم بنیامین سام کی وفات بمقام Ajumakwansa ہوئی۔محترم بنیامین جو میتھوڈسٹ پادری تھے کا اسلامی نام مومن سام رکھا گیا۔

مسیحی ماخذ کے مطابق بھی انہوں نے ایک کشف کی بناء پر اسلام قبول کیا تھا۔ایک دن وہ ساحل سمندر پر چہل قدمی کر رہے تھے تو انہوں نے ایک کشفی نظارہ دیکھا اور اسلام کے بارہ میں کوئی پیغام سنا۔جس کے بعد ان کی توجہ اسلام کی طرف ہوئی۔اور دوسری طرف چیف مہدی آپا سے دوستی بھی ہوگئی۔

1915ء میں جناب بنیامین سام (مومن سام صاحب) کی وفات Ajumakwansa کے مقام پر ہوئی جہاں ان کی اہلیہ دوم رہائش پذیر تھیں، اور ایکرافو کے احمدیہ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

1919ء کے آغاز تک گھانا میں اسلام Gomoa, Breman, Enyan کئی دوسرے علاقوں نیز Ekumfi، ایکومفی ایکرافو تک پھیل چکا تھا۔ان مسلمانوں کے زیادہ تر اجلاس بریمن (Breman) میں منعقد کئے جانے لگے۔کیونکہ یہ گاؤں بقیہ قصبہ جات کے وسط میں واقع تھا۔جہاں ان تمام قبائل کا اکٹھا ہونا نسبتاً آسان تھا۔

جناب Opanyin Yusif Nyarko کا خواب

اوپنائین یوسف نیار کو صاحب نے جو کہ منکسیم کے رہائشی تھے خواب دیکھا کہ وہ چند لوگوں کے ہمراہ ''گورے امام'' کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہے۔یوسف صاحب کا Wasambiampa میں کوکا کا فارم تھا اور وہ کبھی کبھار بیڈوم (Bedum) میں بھی فارمنگ کے لئے جایا کرتے تھے۔جہاں ان کی ملاقات چیف مہدی آپا سے ہوئی جنہیں اپنی خواب سنائی۔خواب کو سن کر چیف مہدی نے Breman Essiam کے مقام پر ایک میٹنگ بلائی تا کہ اپنے لوگوں کو یہ خواب سنا سکے اور اس خواب کے بارہ میں انہیں آگاہ کرے۔جملہ حاضرین اس بات پر متفق ہوگئے کہ سالٹ پانڈ سے دریافت کیا جائے کہ آیا گورے مسلمان (White Muslim) بھی موجود ہیں؟ چنانچہ سالٹ پانڈ میں متفقہ طور پر میٹنگ کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ گورے مسلمان کی تلاش کی جائے۔چیف مہدی کے ایک دوست جو سالٹ پانڈ میں UAC سٹور پر کام کرتے تھے، اس سلسلہ میں ان سے جب رابطہ کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ میں ایک نائیجیرین مسلمان جناب عبدالرحمن پیڈرو کو جانتا ہوں جو اس سلسلہ میں ہماری مدد کر سکتا ہے۔چنانچہ جب پیڈرو صاحب سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ عرب اور ہندوستان میں گورے مسلمان بھی موجود ہیں۔ہندوستان اس وقت سلطنت برطانیہ کے ماتحت تھا۔چونکہ گھانا بھی برٹش کالونی تھا اس لئے اس نسبت سے ہندوستان سے ''گورا مسلمان امام'' منگوانے کو ترجیح دی گئی۔

گورا مبلغ اسلام منگوانے کے لئے 300 پاؤنڈ کی ضرورت تھی۔چیف مہدی صاحب نے اپنے کوکا فارم کی آمد سے 100 پاؤنڈ پیش کئے۔بقیہ رقم فانٹی اقوام کے ساتھیوں سے مختلف مقامات پر اجتماع کر کے اکٹھی کی۔اگرچہ یہ رقم ارسال کر دی گئی تاہم ذرائع رسل و رسائل کی تاخیر کی وجہ سے اس کارروائی کے بعد دو سال تک انتظار کرنا پڑا۔اور پھر گورے مبلغ حضرت مولانا نیر صاحب کی گولڈ کوسٹ کے ساحل پر آمد ہوئی۔

چیف مہدی صاحب کا Cocoa فارم بیڈوم (Bedum) میں

Manfe Akuapim میں آپ کا ایک بھائی آباد تھا اور آپ کے بھتیجے کا نام (Bafo) بافو صاحب تھا۔ چنانچہ 1914ء میں چیف مہدی صاحب اپنی دس سالہ بیٹی حلیمہ صاحبہ کے ہمراہ Manfe Akuapim تشریف لئے گئے اور واپسی پر ان سے کوکا کے کچھ ننھے پودے لے کر آئے جنہیں انہوں نے اپنے فارم بیڈوم (Bedum Wasabiampa) میں لگا دیا۔ چنانچہ چندسالوں میں کوکا کی بہت اچھی فصل تیار ہوگئی۔ بعد ازاں اس کوکا فارم کی آمد سے رقم بچا کر آپ نے مبلغ سلسلہ منگوانے کے لئے خرچ کی۔

چنانچہ لندن و ہندوستان (قادیان) سے ابتدائی خط و کتابت کا آغاز کردیا گیا۔ اور چند ماہ بعد قادیان سے جواب آ گیا کہ آپ کو مبلغ مل سکتا ہے اگر آپ 300 پاؤنڈ زادراہ کے لئے ارسال کردیں۔ جیسا کہ ذکر کیا گیا چیف مہدی صاحب کا کوکا فارم تھا۔ چنانچہ انہوں نے 100 پاؤنڈ فراہم کردیئے جبکہ قبیلہ کے باقی لوگوں نے بقیہ رقم فراہم کردی۔ چنانچہ چیف مہدی صاحب یہ رقم لے کر ایکرافو پہنچ گئے اور وہاں سے اپنی بیٹی حلیمہ صاحبہ (Haleema Adjoa Nyansiwah) کے ساتھ پیدل سالٹ پانڈ پہنچ گئے۔ ضروری کاغذات کی تیاری کے سلسلہ میں سالٹ پانڈ دو ہفتے قیام کرنا پڑا۔ چنانچہ اس کے بعد ایک سال سے زائد عرصہ گزر گیا مگر قادیان سے کوئی خبر نہ آئی اور بظاہر اکثر لوگ ناامید ہوگئے کہ شاید ہماری رقم ضائع ہوگئی ہے تاہم چیف مہدی آپا پُرامید رہے کہ ضرور ان کی خوابیں پوری ہوں گی۔

بالآخر فروری 1921ء میں قادیان سے ایک تار موصول ہوا کہ ایک مبلغ روانہ کردیا گیا ہے جو سالٹ پانڈ کے ساحل پر اترے گا۔ دوسری طرف مولانا نیر صاحب نے اپنی آمد کی اطلاع بذریعہ تار بھجوادی تھی تاہم بروقت تار موصول نہ ہوئی۔ اور اکثر لوگوں غیر یقینی صورت حال سے فکر مند ہوگئے۔ بہرحال مبلغ کی آمد کی خوشخبری جب ایکرافو پہنچی تو چیف مہدی آپا اور قبیلہ کے بزرگان نے ایکرافو سے چھ نوجوان اور اپنی بیٹی کو حضرت مولانا نیر صاحبؓ کے استقبال کے لئے سالٹ پانڈ روانہ کردیا۔ ان چھ نوجوانوں کے نام حسب ذیل تھے۔

1- Kwesi Bukar Quansah,
2- Kwesi Bukar Biney,
3- Bukar Kwesi Adobah,
4- Adam Kofi Saa,
5- Usman Kwame Yedu,
6- Kow Sam,

ان نوجوانوں نے مولانا نیر صاحب کو palanquin (پالکی یا ہودج یا ڈولی جس میں دلہن یا معززین کو عزت افزائی کی خاطر بٹھایا جاتا ہے) میں بٹھایا اور انہیں کندھوں پر اٹھا کر سالٹ پانڈ سے اکیس میل کا فاصلہ طے کرکے ایکرافو پہنچ گئے۔ ان نوجوانوں کے ساتھ چیف مہدی صاحب کی بیٹی حلیمہ صاحبہ مولانا نیر صاحب کا سامان اٹھائے ہوئے ان کے ہمراہ تھی۔ چنانچہ ایکرافو جماعت کی تاریخ بتاتی ہے کہ ان چھ نوجوانوں نے بعد میں قائدانہ حیثیت سے جماعت احمدیہ گھانا کے لئے خوب کام کیا۔

مارچ 1921ء میں مولانا نیر صاحب کی ایکرافو آمد کے بعد ایک بہت بڑے جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ اپنے تعارف کے بعد حضرت مولانا نیر صاحب مرحوم نے جماعت احمدیہ اور امام مہدی علیہ السلام کی آمد کے بارہ میں اس جلسہ سے خطاب کیا اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کا پیغام پہنچایا۔ مکرم چیف مہدی آپا سب سے پہلے بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور آپ کے بعد ہزاروں کے مجمع نے احمدیت قبول کی۔ چنانچہ اس جلسہ کے بعد مولانا نیر صاحب واپس سالٹ پانڈ تشریف لے گئے جہاں اس وقت تین مسائل کا حل ضروری تھا۔ قیام و طعام اور پانی نیز ترجمانِ احمدیت۔ چنانچہ ماسٹر عبدالرحمن پیڈرو صاحب نے اس سلسلہ میں معاونت کی اور شہر کے وسط میں کمرشل روڈ پر ایک احمدی کا مکان کرایہ پر لے لیا گیا۔ جہاں پانی کی ایک ٹینکی کا بھی اہتمام کردیا گیا۔ اور ترجمانی کے لئے محترم Benjamin Edward Keelson جو چیف مہدی آپا مرحوم کے کزن تھے کا اہتمام کیا گیا اور ان کا اسلامی نام بنیامین عیسیٰ کیلسون رکھا گیا۔ جنہیں پیار سے Kow Okyre Bedu پکارا جاتا تھا۔ چنانچہ یہی بنیامین جماعت احمدیہ گھانا کے پہلے ترجمان مانے جاتے ہیں۔ اس سے قبل بنیامین عیسیٰ صاحب Tarkwa میں ملازمت کرتے تھے۔ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کے بعد وہاں سے اپنی ملازمت چھوڑ کر سالٹ پانڈ منتقل ہوگئے۔ جناب بنیامین صاحب مرحوم کو پہلے سیکرٹری جماعت احمدیہ گھانا اور پہلے صدر جماعت ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔

1922ء میں حضرت مولانا فضل الرحمن حکیم صاحبؓ کی آمد کے بعد چیف مہدی صاحب تین سال زندہ رہے اور بالآخر 19/اکتوبر 1925ء میں قریباً 100 سال کی عمر میں آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

گھانا کے دوسرے مبلغ حضرت مولانا حکیم فضل الرحمن صاحبؓ کی زبانی چیف مہدی صاحب کا ذکر

مکرم چیف مہدی آپا نے مولانا حکیم فضل الرحمن صاحب کی ابتدائی تین سالہ خدمات کا دور دیکھا اور باجود پیرانہ سالہ کے جوانوں کے جذبہ سے آپ کی معاونت کرتے رہے۔ چنانچہ مولانا حکیم صاحب آپ کے بارہ میں بیان کرتے ہیں:

یہ (چیف مہدی) مسلمانانِ گولڈ کوسٹ کے امیر ہیں۔ چالیس سال ہوئے اسلام گولڈ کوسٹ میں داخل ہوا تھا۔ یہ دوسرے شخص ہیں جو مسلمان ہوئے تھے۔ اب ان کی عمر 90 سال سے تجاوز کرگئی ہے۔ آنکھیں بالکل جاتی رہی ہیں۔ یہ 90 سالہ بوڑھا اخلاص میں 25 سالہ نوجوان ہے۔ باجود بصارت کے جاتے رہنے اور بدن کے بالکل نحیف ہونے کے ہر جلسے میں ساتھ جاتے ہیں۔ سلسلہ احمدیہ کے وہ اس جگہ آنے سے پہلے رویا کرتے تھے کہ ان کے بعد کون مسلمانوں کا خبر گیراں ہوگا اور اکثر خواب میں ”سفید آدمیوں“ (White Men) کے ذریعے نور الٰہی گولڈ کوسٹ میں داخل ہوتا دیکھتے تھے۔ چنانچہ ہم ہردو خادمان اسلام (مکرمی مولوی نیر صاحب اور خاکسار) کو ہماری آمد سے بہت پہلے انہوں نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ ہمارے ذریعہ آسمانی نور اس ملک میں آیا ہے۔ اب وہ بہت خوش ہے کہ گو موت کے کنارے ہیں مگر اللہ نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادمان کو بھیج دیا ہے جو اِن بھیڑوں کی گلہ بانی کریں گے۔ احباب ان کی ترقی ایمان اور اخلاص کے لیے بہت بہت دعائیں کریں۔ اور دعا کریں کہ جو خواہش ان کے دل میں احمدیت کے آنے سے پہلے پیدا ہوئی تھی اور اب خوشیوں میں متبدل ہوگئی ہے ان مسرت کے باغوں کے شیریں اثمار اپنی زندگی میں ہی دیکھ لیں۔ (الفضل قادیان 27 نومبر 1923ء صفحہ 3)

چیف مہدی صاحب کا انتقال

ریکارڈ کے مطابق چیف مہدی صاحب کا انتقال 19/اکتوبر 1925ء میں ہوا۔

(الفضل قادیان 7 نومبر 1925ء)

مکرم چیف مہدی آپا صاحب کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ آپ کی بیٹی کا نام Haleema Adjoa Nyansiwah حلیمہ صاحبہ تھا۔ جن کی ولادت 1904ء میں ہوئی۔ اور 81 سال کی عمر میں 1985ء میں محترمہ حلیمہ صاحبہ کا انتقال ہوا۔ اپنے والد کی طرح یہ بچی بہت دانا اور عقلمند تھیں۔ گھانا کی احمدیہ تاریخ کی بہت سے یادداشتیں انہی کے توسط سے معلوم ہوئیں۔ آپ کے نواسے پڑنواسے گھانا کے مختلف شہروں میں آباد ہیں جیسے ایکرافو، بیڈوم وغیرہ۔ حضرت مولانا نیرؓ کے مطابق آپ کے بھائیوں نے بھی احمدیت قبول کرلی تھی اور یہ نسل بھی گھانا کے مختلف علاقوں میں آباد ہے۔ بیڈوم (Bedum) میں چیف مہدی آپا کے بھائی آباد تھے اور آجکل اس بھائی کا خاندان بیڈوم میں بھی موجود ہے۔ جہاں چیف مہدی مرحوم کا فارم تھا۔

مورخہ 14 تا 19 جولائی 2018ء کو جامعۃ المبشرین ایکرافو، گھانا (جو چیف مہدی آپا کی بستی میں قائم کیا گیا ہے) میں گھانا کے مبلغین کرام کے پہلے ریفریشر کورس کا انعقاد کیا گیا جو الحمدللہ کامیاب و کامران ہوا۔ جس میں راقم الحروف کو بھی شرکت کی سعادت ملی۔ اس دوران 16 جولائی 2018ء کو چیف مہدی آپاہ کی بستی دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ پہلے ان کی قبر اور دیگر بزرگان کی قبروں پر جا کر دعا کی توفیق ملی۔ کی پھر اس خوبصورت مسجد کا بھی نظارہ کیا جو کسی زمانہ میں ابتدائی مسجد و مکتب کے طور پر استعمال ہوتی رہی۔ اسی طرح وہ گلی بھی دیکھی جو چیف مہدی آپا کے نام سے موسوم ہے۔ نیز ایک گھر جس کے بارہ میں بتایا گیا کہ ان کا گھر تھا۔ الحمدللہ کہ دیرینہ خواہش پوری ہوئی۔ آجکل یہاں چیف مہدی کے نواسے مکرم احمد آفل آباد ہیں۔

مکرم حافظ عبدالناصر صاحب بھٹی حال زونل مبلغ سلسلہ منکسم (جن کے زون میں ایکرافو شامل ہے) کے بیان کے مطابق مکرم چیف مہدی آپا صاحب کے نواسے مکرم احمد آفل صاحب Ahmed Afful آجکل ایکرافو میں مقیم ہیں اور ماشاء اللہ مخلص احمدی ہیں جن کی عمر اس وقت 70 سال زائد ہے۔

حضرت مولانا نیر صاحب کی زبانی چیف مہدی کا ذکر خیر

جب چیف مہدی آپا کی وفات ہوئی تو اس وقت مولانا نیر صاحب گھانا میں نہ تھے کیونکہ آپ دسمبر 1922ء کو Accra گھانا سے نائیجیریا روانہ ہوچکے تھے۔ آپ تحریر کرتے ہیں:

”میرے پیارے دوست سلسلہ احمدیہ کے مخلص خادم فینٹی مسلمانوں کے رئیس الرءوساء چیف مہدی آپا کا 19/ اکتوبر 1925ء کو انتقال ہوگیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مہدی مرحوم کے انتقال پُرملال کی خبر مولوی فضل الرحمن صاحب حکیم مبلغ احمدیت گولڈ کوسٹ نے تار کے ذریعہ دی ہے۔

”مہدی (چیف مہدی آپا) مرحوم میں روحانیت تھی۔ اس میں اخلاص تھا۔ اس میں اسلام کا درد تھا۔ اور تاریک براعظم میں تاریکی کے درمیان مہدی ایک روشن ستارہ تھا۔ وہ بوڑھا تھا مگر جوانوں کا حوصلہ رکھتا تھا۔ اگر مہدی مضبوط نہ ہوتا تو مسیحی اور پادریوں اور حکام کی خفیہ و ظاہر، ہاؤسا ولیگوشن لوگوں کی مخالفت اور ریشہ دوانیاں ایسی تھیں کہ گولڈ کوسٹ میں اسلام کو بہت نقصان پہنچتا۔

میرے جانے سے قبل سرکاری حکام کو ہدایت تھی کہ حتی الامکان اشاعت اسلام میں رکاوٹ پیدا کی جائے۔ بوڑھا مہدی اس میدان میں جوان ثابت ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کی دستگیری کرکے اس کی زندگی میں دکھادیا کہ اس کی زندگی میں لگا ہوا بیج بارآور ہورہا ہے۔“

”افسوس کہ میں زندگی میں مہدی آپا کو دوبارہ دیکھنے کی خواہش پوری نہ کرسکا۔ مگر میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے پاس پہنچ کر جن لوگوں کو میں شوق سے دیکھنے کا منتظر ہوں گا ان میں بوڑھا مہدی سب سے پہلے ہوگا۔“

(الفضل قادیان 7/نومبر 1925ء صفحہ 2)

چیف مہدی آپا کی زندگی کا خلاصہ یہ تھا کہ آپ اشاعت اسلام کے لئے سخت محنتی، قربانی کی روح والے، انتہائی اخلاص و وفا سے کام کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قربانیوں کو قبولیت کا شرف بخشا اور ان کوششوں دعاؤں کے نتیجہ میں گھانا کی سرزمین بھی اسلام کے بعد احمدیت حقیقی اسلام کے نور سے مالا مال ہوئی۔ چنانچہ وہ نور احمدیت جو ایکرافو اور سالٹ پانڈ سے پھوٹا تھا آج نہ صرف سارے گھانا کو منور کرچکا ہے بلکہ اس کے قریبی ممالک میں بھی پھیل چکا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ اس کے پیچھے چیف مہدی آپا کی قربانیاں اور دعائیں ہمیشہ انہیں خراج تحسین پیش کرتی رہیں گی۔ آپ کے ساتھ ساتھ آپ کے ابتدائی دوستوں مکرم Priest Benyameen Sam بنیامین سام مرحوم (مومن سام) اور مکرم Benyameen Easah Keelson بنیامین عیسیٰ کیلسون مرحوم کو بھی اپنی عاجزانہ دعاؤں میں کبھی نہ بھولیں جنہوں نے نور احمدیت کی اشاعت میں ابتدائی گراں قدر قربانیوں کی سعادت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب مرحومین کو جنت الفردوس میں بلند مقام و مرتبہ عطا فرمائے۔ آمین۔

پہلے گھانین احمدی الحاج مہدی آپا کی قبر پر دعا

چیف مہدی مرحوم کی قبر پر کثیر التعداد میں بزرگان سلسلہ اور کئی نامور احمدی شخصیات نے جا کر دعائیں کی ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 1980 کے گھانا کے دورے پر تشریف لائے تو جب (Accra) اکرا کے لئے واپس روانہ ہوئے تو رستے میں حضورؒ نے اسارچر کے مقام پر رک کر نوتعمیر شدہ احمدیہ ہائی سکول کی عمارت میں تختی نصب فرمائی۔ پھر یہاں سے چند میل کے فاصلہ قصبہ ایکرافو تشریف لے گئے اور پہلے گھانین احمدی الحاج مہدی آپا مرحوم کی قبر پر دعا کی۔ شام کو حضورؒ واپس اکرا تشریف لے گئے۔ (روزنامہ الفضل ربوہ 4/ اکتوبر 1980ء)

اسی طرح 1988ء کے دورہ کے دوران جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جامعۃ المبشرین ایکرافو اور دیگر مقامات کا دورہ فرمایا تو حضورؒ ایکرافو میں قائم احمدیہ قبرستان میں تشریف لے گئے جہاں چیف مہدی مرحوم کی قبر پر دعائے مغفرت کی۔

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ہم ایک اور جلسہ سالانہ میں شمولیت کی توفیق پا رہے ہیں۔ سب کو جلسہ کے ان تین دنوں میں جلسہ کے روحانی ماحول سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جلسہ کے پروگراموں کو خاموشی اور توجہ سے سننا چاہئے تبھی جلسہ میں شامل ہونے کا فائدہ ہوگا۔ تبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلسہ کے انعقاد کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں گے۔

کارکنان کو یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مہمانوں کا رویّہ جیسا بھی ہو کام کرنے والوں نے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنا ہے۔

یہ بالکل صحیح ہے کہ احمدی چاہے مہمان ہو یا میزبان اسے اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ لیکن جنہوں نے اپنے آپ کو جلسہ کے مہمانوں کی خدمت کے لئے پیش کیا ہے انہیں زیادہ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ کارکنان خاص طور پر اس بات کو لازمی بنائیں کہ جیسا بھی کسی دوسرے کا سلوک ہو ان کے چہروں پر ہمیشہ مسکراہٹ رہنی چاہئے۔

جلسہ کے انتظامی کاموں کے کرنے کے لئے باقاعدہ ایک نظام ہے۔ مختلف شعبہ جات ہیں جو اس کے کاموں میں سہولت پیدا کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ اگر کسی مہمان کو کسی ایک شعبہ میں کمی نظر آتی ہے یا جس طرح اس کا خیال ہے کہ اس کی مہمان نوازی ہونی چاہئے یا اس کا خیال ہے کہ اس کا حق ہے کہ اس کی مہمان نوازی اس طرح ہو اور وہ نہیں ہو رہی تو بجائے کارکنوں سے الجھنے کے صرف شعبہ کے انچارج کو لکھ دیں۔

شاملین جلسہ کو اس بات کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام کا ایک حسن خلق یہ بھی ہے کہ مومن بیکار اور فضول باتوں کو چھوڑ دے اور یہ جلسہ جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خالص للّٰہی جلسہ قرار دیا ہے اس میں تو ہر قسم کی فضول باتوں اور وقت کے ضائع ہونے سے پرہیز کرنا چاہئے یا وقت کے ضائع کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے

تربیت کے لحاظ سے اور دین سے جوڑنے کے تعلق میں سب سے اہم بات عبادت ہے اور اس کے لئے ہم پر پنجوقتہ نمازیں فرض کی گئی ہیں۔

حفاظتی نقطۂ نظر سے جلسہ گاہ کے اندر بھی اور باہر بھی اپنے ماحول پر نظر رکھیں۔

جلسہ سالانہ کی مناسبت سے میزبانوں اور مہمانوں کو نہایت اہم نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 03/اگست 2018ء بمطابق 03/ظہور 1397 ہجری شمسی بمقام حدیقۃ المہدی، آلٹن (Alton)، یُوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ہم ایک اور جلسہ سالانہ میں شمولیت کی توفیق پا رہے ہیں۔ بعض لوگ پہلی مرتبہ جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں۔ بہت سے ایسے بھی ہیں جن کو سفر اور ویزے کی سہولت ہے اور وہ سالہا سال سے جلسہ میں شامل ہوتے آ رہے ہیں۔ یُوکے کے رہنے والے ایسے بھی ہیں جو پہلی مرتبہ جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں۔ تھوڑا عرصہ ہوا ہے انہیں یہاں آئے، یہاں آ کر سیٹل ہوئے یا بعض بچے ہیں جو اپنے ہوش وحواس میں پہلی دفعہ جلسہ کے ماحول سے فائدہ اٹھانے والے ہوں گے۔ پس سب کو جلسہ کے ان تین دنوں میں جلسہ کے روحانی ماحول سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جلسہ کے پروگراموں کو خاموشی اور توجہ سے سننا چاہئے تبھی جلسہ میں شامل ہونے کا فائدہ ہوگا۔ تبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلسہ کے انعقاد کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں گے۔

جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ جلسہ کے سب انتظامات یا تقریباً نوّے فیصد خاص طور پہ جو جلسہ کے دنوں کے انتظامات ہیں افراد جماعت رضاکارانہ طور پر کر رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے بعض کاموں میں کمیاں اور کمزوریاں بھی رہ جاتی ہیں۔ لیکن ان کمیوں اور کمزوریوں کو ہم سب شامل ہونے والوں نے ٹھیک کرنا ہے اور دُور کرنا ہے۔ جہاں کارکنان اپنے کاموں کا جائزہ لیتے ہوئے انہیں ٹھیک کرنے کی کوشش کریں گے وہاں مہمان بھی، شامل ہونے والے بھی ان کمیوں اور کمزوریوں سے صَرفِ نظر کریں اور جہاں کہیں کارکنوں کی مدد کی ضرورت ہو خود بڑھ کر ان کی مدد کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ اِکائی ہم میں تبھی پیدا ہو سکتی ہے جب ہم ایک دوسرے کے بوجھ اٹھانے والے ہوں اور اگر مدد کی ضرورت ہو تو مدد کرنے کی کوشش کریں۔ پس اس بنیادی بات کو مہمانوں اور میزبانوں دونوں کو یاد رکھنا چاہئے۔

عموماً مَیں کارکنان اور میزبانوں کی ذمہ داریوں اور فرائض کے بارے میں جلسہ سے ایک ہفتہ پہلے خطبہ میں ذکر کیا کرتا ہوں اور مہمانوں کو ان کے فرائض کے بارے میں جلسہ والے دن کے خطبہ میں کچھ باتیں کہتا ہوں۔ ہمارے جلسوں کی بلکہ ہمارے جماعتی نظام کی یہی خوبی ہے یا ہم آپس میں پیار و محبت سے تبھی رہ سکتے ہیں جب ہر ایک اپنے حقوق و فرائض کو احسن رنگ میں سرانجام دینے والا ہو اور اس کو سمجھنے والا ہو۔ بہرحال آج میں دونوں کو ہی چند باتیں کہوں گا اور ان کی طرف توجہ دلاؤں گا۔

کارکنان کو میں نے گزشتہ خطبہ میں تو کچھ نہیں کہا تھا لیکن گزشتہ اتوار کو جو جلسہ کے انتظامات کا معائنہ ہوتا ہے اس میں توجہ دلا دی تھی کہ ان کے رویّے کیسے ہونے چاہئیں اور کس طرح انہوں نے کام کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک لمبے عرصہ سے یہ کارکنان یا یہ کہنا چاہئے کہ ان میں سے اکثر

ڈیوٹیاں دیتے آرہے ہیں۔ اس لئے جہاں تک کام سمجھنے اور کام عمدہ رنگ میں کرنے کا سوال ہے یہاں کے کارکنان اب کافی تربیت یافتہ ہو گئے ہیں اور ہر سال نئے شامل ہونے والے کارکنوں اور بچوں اور نوجوانوں کو بھی پہلے کام کرنے والے اور اسی طرح افسران اپنے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تربیت کرتے ہیں یا تربیت دیتے ہیں۔ لیکن بعض باتوں کی جو زیادہ توجہ طلب ہیں یاددہانی بھی کروانی پڑتی ہے سو اس وقت جیسا کہ مَیں نے کہا میں مہمانوں اور میزبانوں دونوں کو چند باتوں کی طرف توجہ دلاؤں گا۔

سب سے پہلی بات کارکنوں کے لئے یہ ہے کہ انہوں نے اُن لوگوں کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جاری کردہ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری کردہ جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آئے ہیں۔ اور کسی دنیاوی میلے میں شامل ہونے کے لئے نہیں آئے بلکہ اپنے روحانی، علمی اور اخلاقی معیاروں میں بہتری کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ اور مَیں امید کرتا ہوں کہ یہی سوچ جلسہ میں شامل ہونے والے ہر فرد کی ہے اور ہونی چاہئے ورنہ ان کا جلسہ میں شامل ہونا بے مقصد ہے۔ بہرحال کارکنان کو یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مہمانوں کا رویّہ جیسا بھی ہو کام کرنے والوں نے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنا ہے۔ اگر کبھی مہمان یا شامل ہونے والا کوئی فرد بھی غلط رویّہ بھی اپنائے تو کارکن کا کام ہے کہ اپنے جذبات پر کنٹرول رکھے اور اُسی طرح اور اُسی رویّے سے اسے جواب نہ دے۔ جب ہر کارکن نے خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر مہمانوں کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی خاطر ہی بعض مہمانوں کے غلط رویّے بھی برداشت کرنے پڑیں تو برداشت کریں تبھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے والے بن سکتے ہیں۔ ہم جس نبی کے ماننے والے ہیں اس کا اُسوہ حسنہ مہمانوں کے لئے کیا تھا؟ کبھی کبھی آنے والے مہمان نہیں کہ سال میں ایک دفعہ جلسہ کے لئے آئے بلکہ وہ لوگ جو شہر میں رہنے والے تھے، روزانہ ملنے والے تھے، ان کو اگر کبھی ان کی غربت کی حالت کی وجہ سے کھانے پر بلایا یا ویسے کھانے پر بلایا اور وہ لمبا عرصہ آ کر بیٹھ کر باتیں کرنے لگ گئے اور آپ کے آرام اور آپ کے کام میں مخل ہوئے تو انہیں کبھی نہیں کہتے تھے کہ وقت سے پہلے نہ آؤ مَیں مصروف ہوں اور کھانا کھا کر جلدی چلے جاؤ کہ تمہارے بیٹھے رہنے کی وجہ سے میں اپنے بعض کام نہیں کر سکتا۔ یہ لوگوں کی حالت دیکھ کر اور آپ کا مہمانوں کو برداشت کرنے کا صبر اور حوصلہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو فرمایا کہ فَيَسۡتَحۡىٖ مِنۡكُمۡ (الاحزاب:54)۔ کہ وہ تمہارے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے تمہیں منع کرنے سے حیا کرتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ بات کہنے میں کوئی روک نہیں۔ پس لمبا عرصہ بلاوجہ نبی کے گھر میں بیٹھ کر اسے تکلیف نہ دو۔ پس ایک طرف تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان نوازی کے اعلیٰ ترین اُسوہ کا ذکر فرما دیا۔ اخلاق کے اعلیٰ ترین ہونے کا ذکر فرما دیا۔ تو دوسری طرف مہمانوں کو بھی خاص طور پر حکم دیا کہ مہمان بن کر اپنے حق سے تجاوز نہ کرو۔ مہمان کی جو حدود و قیود ہیں ان کے اندر رہنے کی ضرورت ہے۔ اور مہمانوں کو بھی اپنے مہمان ہونے کا ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے۔

پھر غیروں کے ساتھ مہمان نوازی کے معیار کا مقام تھا اور بلند حوصلگی کا ایک ایسا معیار کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے، حیران رہ جاتا ہے۔ اس کی مثال ہم دیکھتے ہیں جب ایک غیر مسلم مہمان بن کے آتا ہے۔ آپ اس کی خاطر مدارات بھی کرتے ہیں اور صبح اٹھ کر جاتے ہوئے وہ بستر گندہ کر کے چلا جاتا ہے تو آپ خود اسے دھوتے ہیں۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم عرض کرتے ہیں کہ ہمیں بھی خدمت کا موقع دیں۔ ہم حاضر ہیں۔ حضور کیوں تکلیف کر رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ وہ میرا مہمان تھا اس لئے میں ہی اس کا گند دھوؤں گا۔ (ماخوذ از مثنوی مولوی معنوی دفتر پنجم صفحہ 20 تا 24 مترجم قاضی سجاد حسین الفیصل ناشران لاہور 2006ء) پس یہ وہ اعلیٰ ترین اُسوہ ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہمارے جلسہ پر اپنے بھی آتے ہیں غیر بھی آتے ہیں اور سب آنے والے اچھے اخلاق کے مالک ہیں۔ یا دین سیکھنے کے لئے آتے ہیں یا اسلام اور احمدیت کے بارے میں معلومات لینے آتے ہیں۔ بشری کمزوریاں تو ہر ایک میں ہوتی ہیں۔ اگر کوئی اونچ نیچ ہو بھی جائے، کسی سے زیادتی ہو بھی جائے، تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ لوگ بد اخلاق ہیں یا ان کی نیتیں نیک نہیں ہیں۔ یہ بشری کمزوریاں ہیں جس کی وجہ سے بعض دفعہ اونچ نیچ ہو جاتی ہے۔ اگر ہو بھی جائے تو برداشت کرنا چاہئے۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ احمدی چاہے مہمان ہو یا میزبان اسے اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ لیکن جنہوں نے اپنے آپ کو جلسہ کے مہمانوں کی خدمت کے لئے پیش کیا ہے انہیں زیادہ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ اگر کارکنوں کی طرف سے صبر اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ ہو گا تو دوسرا خود ہی شرمندہ ہو جائے گا۔ پس ہر ڈیوٹی دینے والا ہر شعبہ میں جہاں وہ ڈیوٹی دے رہا ہے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرے اور اسے ان دنوں میں ایک بہت بڑا چیلنج سمجھ کر اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتا ہے۔ قُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا (البقرۃ:84)۔ کہ لوگوں سے اچھی اور نرم بات کیا کرو۔ نرمی سے بات کرو۔ اچھی طرح بات کرو۔ یہ وہ بنیادی چیز ہے جو جھگڑوں کو ختم کرنے اور اعلیٰ اخلاق دکھانے کے لئے ضروری ہے۔ یہ اصول صرف خاص موقعوں کے لئے نہیں ہے بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے اور جب انسان کو اس کی عادت پڑ جائے تو رنجشیں اور زیادتیاں کبھی ہو ہی نہیں سکتیں۔ پس میزبانوں اور مہمانوں کو یہاں بھی اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو سامنے رکھنا چاہئے اور خاص طور پر ان دنوں میں تو ضرور اس پر عمل کریں کہ اس ماحول کو خاص طور پر سب نے مل کر خوشگوار بنانا ہے تاکہ جس مقصد کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں وہ پورا ہو۔ اور وہ ہے اپنی اخلاقی اور روحانی حالت بہتر کرنا۔ اور یہی اخلاق یہاں آنے والے غیر لوگوں کو بھی اسلام کے اعلیٰ خُلق بتانے کا ذریعہ بنیں گے۔ ایک خاموش تبلیغ ہے۔ مہمان بھی اور کارکنان بھی یہ خاموش تبلیغ کر رہے ہوں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میزان میں حسن خلق سے زیادہ وزن رکھنے والی کوئی چیز نہیں۔ اور پھر یہ بھی کہ اچھے اخلاق کا مالک نماز روزے کے پابند کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔ (سنن ابوداؤد کتاب الادب باب فی حسن الخلق حدیث 4799-4798) یعنی نیکیوں کی توفیق ملتی ہے۔ اور خاص طور پر جب اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر نیکیوں کی توفیق ملتی ہے تو پھر اس کی عبادت کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کی توفیق ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق میں اچھے اخلاق کا مظاہرہ کر رہا ہوں اور یہی شکر گزاری عبادت کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے۔ گویا ایک نیکی اعلیٰ معیار کی نیکیاں کرنے کی توفیق عطا کرتی چلی جاتی ہے۔ ایک نیکی پھر کئی نیکیوں کے بچے دیتی چلی جاتی ہے۔

پس کارکنان خاص طور پر اس بات کو لازمی بنائیں کہ جیسا بھی کسی دوسرے کا سلوک ہو ان کے چہروں پر ہمیشہ مسکراہٹ رہنی چاہئے۔ اس ظاہری حالت کا اثر پھر دل پر بھی ہوتا ہے اور دل میں بھی کوئی سختی پیدا نہیں ہو گی اور جب دل میں بلاوجہ کی سختی پیدا نہیں ہو گی تو غلط فیصلے بھی نہیں ہوں گے جو بعض دفعہ جوش اور غصہ میں ہو جاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خُلق کے اعلیٰ ترین معیار کو بیان کرتے ہوئے ایک صحابی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہنستا مسکراتا چہرہ کسی کا نہیں دیکھا۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب باب قول ابن جزء ما رأیت احداً اکثر تبسماً حدیث 3641)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماننے والوں کو یہ نصیحت بھی فرمائی کہ نرمی کرو کیونکہ جو نرمی سے محروم کیا گیا وہ خیر سے بھی محروم کیا گیا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل الرفق حدیث 6598)

اب اس بات کو اگر کارکنان اور شامل ہونے والے سب سمجھ لیں تو اس ماحول کی برکات کی وجہ سے خیر و برکت سے جھولیاں بھرنے والے بن جائیں گے۔ کارکنان اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر مہمان کی دلی طور پر خدمت کرتے ہیں۔ لیکن اگر پھر بھی کسی کے دل میں یہ خیال آ جائے کہ فلاں شخص کو زیادہ پوچھا جا رہا ہے اور مجھے کم تو اس خیال کو بھی دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یعنی اگر کسی کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے تو کارکنان اس خیال کو دور کریں۔ لیکن ساتھ ہی میں شاملین جلسہ سے بھی کہوں گا کہ جلسہ کے اتنے وسیع انتظامات اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ میں نے کہا رضا کاروں کے ذریعہ سے ہو رہے ہیں۔ یہ کوئی ہمارے ملازم نہیں ہیں۔ بعض بہت اچھے عہدوں پر فائز ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کے لئے ایک جذبے سے سرشار ہو کر خدمت کر رہے ہیں۔ اسی طرح نوجوان ہیں جو سیکنڈری سکولوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھ رہے ہیں۔ لڑکیاں بھی ہیں، لڑکے بھی ہیں۔ اسی طرح بچے بھی ہیں۔ یہ سب ایک جذبے سے خدمت کرتے ہیں۔ اس لئے اگر کہیں چھوٹی موٹی کمیاں اور کمزوریاں دیکھیں بھی تو صَرفِ نظر کریں اور ایک مقصد سامنے رکھیں کہ محض اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کے دین کی باتیں سننے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں اور جب یہ مقصد سامنے ہو گا تو کسی قسم کے شکوے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جلسہ کے انتظامی کاموں کے کرنے کے لئے باقاعدہ ایک نظام ہے۔ مختلف شعبہ جات ہیں جو اس کے کاموں میں سہولت پیدا کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ اگر کسی مہمان کو کسی ایک شعبہ میں کمی نظر آتی ہے یا جس طرح اس کا خیال ہے کہ اس کی مہمان نوازی ہونی چاہئے یا اس کا خیال ہے کہ اس کا حق ہے کہ اس کی مہمان نوازی اس طرح ہو اور وہ نہیں ہو رہی تو بجائے کارکنوں سے الجھنے کے صرف شعبہ کے انچارج کو لکھ دیں۔ اس سال اگر کمی کو نہ بھی دور کیا جا سکا تو اگلے سال کے لئے خیال رکھا جائے گا اور ہمارے جماعتی نظام کی یہی خوبی ہے اور ہونی چاہئے کہ جن جن کمزوریوں کی نشاندہی ہوا نہیں دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے یا کوشش کی جائے۔

مہمان نوازی کا ایک اہم شعبہ کھانا پکانے کا ہے۔ جلسے کے دنوں میں لنگر کے مخصوص کھانے ہیں اور وہی پکائے جاتے ہیں فی الحال دنیا میں ہر جگہ جہاں بھی جلسے ہوتے ہیں یا کم از کم ان جگہوں پر جہاں پاکستانی اور ہندوستانی احباب کی اکثریت ہے۔ سوائے کچھ کھانے ایسے ہیں جو غیر ملکیوں کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔ غیر ملکی سے مراد میری غیر پاکستانی یا غیر ہندوستانی ہے۔ اس میں اکثر شامل ہونے والے جیسا کہ میں نے کہا کہ پاکستانی یا ہندوستانی ریجن کے لوگ ہیں اس لئے یہ مخصوص کھانا آلو گوشت اور دال لنگر

میں پکتا ہے اور روٹی۔لیکن پکانے والے اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ ٹھیک ہے کھانا تو ہم نے اپنی مرضی کا کھلانا ہے ان کو لیکن پکانے والے اس بات کا بہرحال خیال رکھیں کہ کھانا اچھی طرح پکا ہو۔خاص طور پر گوشت اچھی طرح پکا ہو۔ مجھے پتہ چلا کہ کل گوشت اچھی طرح گلا نہیں ہوا تھا۔کل تھوڑے مہمان تھے اس لئے کوئی زیادہ شکایت نہیں آئی ہوگی۔لیکن اگر آج بھی وہی حال ہے تو پھر انتظامیہ کو اس بارے میں سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔اگر گوشت کی کوالٹی اچھی نہیں تھی تو انتظامیہ کو فوری طور پر اس بات کی کارروائی کرنی چاہئے کہ اچھی کوالٹی کا گوشت ملے۔ مجھے امید ہے کہ مہمان تو اس بات پر انشاء اللہ شکایت نہیں کریں گے لیکن اگر شکایت کریں تو پھر وہ ان کی جائز شکایت ہوگی۔لیکن شکایت غصہ سے بھر کر نہ کریں بلکہ پیار سے انتظامیہ کو توجہ دلا دیں کہ یہ کمی ہے اس کو پورا کریں۔اس طرح کھانا بھی ضائع ہوتا ہے اور رزق کو بھی ہمیں حفاظت کرنے کا حکم ہے۔

پھر شاملین جلسہ کو اس بات کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام کا ایک حسن خلق یہ بھی ہے کہ مومن بیکار اور فضول باتوں کو چھوڑ دے (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب کف اللسان فی الفتنۃ حدیث 3976) اور یہ جلسہ جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خالص للّٰہی جلسہ قرار دیا ہے اس میں تو ہر قسم کی فضول باتوں اور وقت کے ضائع ہونے سے پرہیز کرنا چاہئے یا وقت کے ضائع کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے اور جلسہ کے پروگراموں کو غور سے سنیں۔مقررین آپ کی پسند کے ہیں یا نہیں لیکن تقریروں کے عنوان بہرحال ایسے رکھے جاتے ہیں جو ہر ایک کے لئے فائدہ مند ہوں اور ہر تقریر میں کوئی نہ کوئی بات ایسی ہوتی ہے جو کسی نہ کسی کے دل پر اثر کرتی ہے۔اس لئے غور سے سنیں تو اثر بھی ہوگا۔سوائے اشد مجبوری کے جلسہ گاہ سے اٹھ کر نہ جائیں۔اور جس طرح اس وقت حاضری ہے جلسہ کے دوران بھی ہر پروگرام میں ایسی حاضری ہونی چاہئے تاکہ بچوں اور نوجوانوں کو بھی جلسہ کی اہمیت کا اندازہ ہو اور وہ بھی اپنے آپ کو دین کے ساتھ جوڑیں اور اس کے لئے کوشش کریں۔ آجکل کے دنیاداری کے ماحول میں بچوں اور نوجوانوں کو دین کی اہمیت کا احساس دلانا اور اس کے ساتھ جوڑنا والدین کا بہت بڑا اور اہم کام ہے اس طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے۔ ہر ماں اور ہر باپ کو اس کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

تربیت کے لحاظ سے اور دین سے جوڑنے کے تعلق میں سب سے اہم بات عبادت ہے اور اس کے لئے ہم پر پنجوقتہ نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ جلسہ کے پروگراموں اور مسافروں کی وجہ سے جو بہت سارے لوگ باہر سے آئے ہوئے ہیں، ہم نمازیں آجکل جمع کر رہے ہیں۔تو ان کی بھی پابندی کرنی ضروری ہے۔خود بھی پابندی کریں اور بچوں کو بھی نمازوں کے اوقات میں اگر یہاں حدیقۃ المہدی میں ہیں تو ضرور لائیں اور فجر کی نماز اور مغرب اور عشاء کی نماز کے وقت اگر یہاں نہیں ہیں اور اپنے گھروں میں چلے گئے ہیں تو وہاں پھر قریب ترین سینٹر یا مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جائیں اور گھر دُور ہیں مسجد سے یا سینٹر سے تو گھروں میں بھی باجماعت نمازوں کا انتظام اور اہتمام ہونا چاہئے۔ اسی طرح کارکنان بھی جو نمازوں کے اوقات میں فارغ ہیں یہاں آکر باجماعت نماز ادا کریں اور جو ڈیوٹی پر ہیں وہ ڈیوٹی ختم کر کے سب سے پہلے نماز ادا کریں۔ڈیوٹی لگانے والی انتظامیہ یا انچارج جو ہیں ان کو بھی یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ڈیوٹی بھی نمازوں کے اوقات کو سامنے رکھ کر لگائی جائے۔ یہ نہ ہو کہ ڈیوٹی کی وجہ سے نماز کا وقت چلا جائے۔ ایسی شفٹ ہونی چاہئے کہ بہرحال ایک شفٹ اور دوسری شفٹ کو نماز پڑھنے کا موقع مل جائے۔ اگر ہماری نمازوں پر توجہ نہیں تو ہمارے سب کام بیکار ہیں۔

انتظامی لحاظ سے بعض مزید باتیں بھی کہنا چاہتا ہوں۔جو لوگ اپنی گاڑیوں پر آتے ہیں وہ انتظامیہ سے تعاون کریں اور جہاں اور جس طرح گاڑی پارک کرنے کے لئے کہا جائے اسی طرح کریں۔ پارکنگ میں بعض دفعہ مسائل پیدا ہوتے ہیں۔بعض ضد کرتے ہیں اور اپنی مرضی کی پارکنگ کرنے کے لئے کارکنوں سے الجھ بھی پڑتے ہیں اس سے انتظام خراب ہوتا ہے اور بعض دفعہ یہ باتیں رِسک (Risk) کا ذریعہ بھی بن جاتی ہیں۔بعض پریشانیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں یا خطرہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔اسی طرح یہاں جلسہ گاہ کے علاوہ جو مسجد فضل میں نماز پڑھنے آتے ہیں اس بارے میں کارکنوں کو تو میں نے اتوار کو اس طرف توجہ دلا دی تھی کہ وہ ڈیوٹیاں دیں لیکن جو یہاں آنے والے شاملین ہیں اور جو مہمان ہیں جو اس علاقے میں جا کر نماز پڑھیں گے ان کو بھی یہی یاد رکھنا چاہئے کہ جو مسجد فضل میں نماز پڑھنے آتے ہیں وہ بھی اپنی کاریں ایسی جگہ کھڑی کریں جہاں ہمسایوں کے راستے نہ رکیں، ان کے گھروں کے راستے نہ رکیں اور انہیں تکلیف نہ ہو۔ اتوار کو میں نے کارکنوں کو بھی کہا تھا کہ ہمارے ہمسائے یہ شکایت کرتے ہیں کہ تم لوگ اپنی کاریں ہمارے گھروں کے سامنے اس طرح کھڑی کرتے ہو کہ ہمارے راستے بند ہو جاتے ہیں۔ نہ ہم اپنی کار باہر نکال سکتے ہیں نہ گھر کے اندر لا سکتے ہیں۔بعض نے تو اس حد تک اظہار کیا جن کے تعلقات ہیں سال کے سال یا عیدوں پہ تحفہ دینے جاتے ہیں یا جلسہ کے دنوں میں رابطہ کے لئے جاتے ہیں کہ تم کہتے ہو کہ خلافت ہماری رہنمائی کرتی ہے اور تم خلافت کی بڑی باتیں کرتے ہو کہ ہم کہا مانتے ہیں۔ یا تو تمہارا خلیفہ جو ہے وہ ہمسائے کے حق کے بارے میں تمہیں بتاتا نہیں یا تم اس کی بات نہیں مانتے۔ یہ ایسی بات ہے جو ہر ایک کے لئے قابل شرم ہے جو غیر ہمارے بارے میں اظہار کر رہا ہے۔ مجھے تو بہرحال اس بات نے بہت شرمندہ کیا اور بات ان کی جائز ہے، صحیح ہے۔ اگر ہم روکتے ہیں تو یہی دو باتیں ہو سکتی ہیں۔ پس اس طرف خاص توجہ دیں۔ خاص طور پر اس کا خیال رکھیں۔ بیشک اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال لیں لیکن ہمسائے کا راستہ کبھی بند نہ کریں، اس کو تکلیف میں نہ ڈالیں۔ اسلام جتنا ہمسائے کے حقوق کے قائم کرنے کی تلقین کرتا ہے کوئی اور دین اس طرح کھل کر اس کی تلقین نہیں کرتا لیکن اس کے باوجود اگر ہم میں سے بعض اس پر عمل نہیں کرتے تو قابل شرم ہے اور وہ گناہگار ہیں خاص طور پر ان لوگوں کو میں کہتا ہوں جو لندن سے باہر سے آنے والے ہیں اور یورپ سے آنے والے ہیں، جرمنی وغیرہ سے اپنی کاروں پر آتے ہیں وہ اس بات کا خیال خاص طور پر رکھیں۔ بعض ایسے ہیں جو خیال نہیں رکھتے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ ڈیوٹی پر کھڑے بعض نوجوان جب ان کو توجہ دلائیں تو وہ ان سے بھی نامناسب رویہ اختیار کرتے ہیں اور غلط طور پر بات کرتے ہیں۔ ایک تو غلط پارکنگ کا جرم کر رہے ہیں، ہمسائے کے حق کی حق تلفی کا جرم کر رہے ہیں پھر اس رویّے سے بچوں اور نوجوانوں کے دلوں میں بھی بڑوں کا ادب اور احترام ختم کر رہے ہیں۔ پھر وہ بچے بھی اسی طرح بولیں گے۔ پھر بدتمیزی بھی ہو جائے گی تو کیوں ان کو ابتلا اور امتحان میں ڈالتے ہیں۔ پس ایسے رویے دکھانے والوں کو جلسے پر خرچ کر کے اور سفر کر کے آنا بے فائدہ ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ وہ نہ آئیں اور نہ صرف انہیں نقصان پہنچا رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کر کے بلکہ بچوں کی تربیت کو بھی خراب کر رہے ہیں جیسا کہ میں نے کہا۔ پس آئندہ سے اس بات کا خاص خیال رکھیں۔

انتظامی لحاظ سے شعبہ نظافت اور صفائی بھی ہے اس طرف بھی خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ ہمیشہ یاددہانی کرواتا ہوں نظافت اور صفائی ایمان کا حصہ بھی ہے اس لئے ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ مہمان بھی جب غسل خانے استعمال کرتے ہیں، ٹوائلٹ استعمال کرتے ہیں تو صاف اور خشک کر کے آیا کریں۔ بعض شکایات ملتی ہیں کہ اتنا پانی ہوتا ہے کہ دوسرا آدمی دوبارہ اس میں جا نہیں سکتا۔ کارکنوں کا بھی یہ کام ہے لیکن صرف کارکنوں پر یہ نہ چھوڑیں خود بھی اس بارے میں ان کی مدد کر دیا کریں۔ اسی طرح سڑکوں اور راستوں پر اگر گلاس وغیرہ یا کھلے میدان میں گلاس وغیرہ یا ٹن وغیرہ یا کوئی چیز نظر آئے لفافے وغیرہ گرے ہوئے تو ان کو اٹھا کر ڈسٹ بِن میں ڈال دیا کریں۔ آجکل ایک اور بات ضروری ہے کرنے والی کہ آجکل بارش نہ ہونے کی وجہ سے گھاس بہت زیادہ خشک ہو گیا ہے جس کو آگ لگنے کا بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔ گو اسے کاٹ کر اور دوسرا انتظام کر کے محفوظ کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن پھر بھی کوئی حادثہ ہو سکتا ہے اس لئے احتیاط کرنی چاہئے۔ اس لئے ڈیوٹی والے بھی اور مہمان بھی اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ کوئی آگ والی چیز اور چنگاری وغیرہ زمین پر نہ پھینکیں۔ بہرحال یہ حقیقت ہے اور حقیقت بیان کر دینی چاہئے تاکہ نقائص دور ہوں۔ اگر کسی کو سگریٹ پینے کی عادت ہے تو اسے ویسے بھی ان دنوں میں حدیقۃ المہدی کی حدود سے باہر جا کر سگریٹ پینا چاہئے۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لیں کہ میں سگریٹ پینے کی اجازت دے رہا ہوں اور برا نہیں سمجھتا۔ بہرحال یہ ایک برائی ہے اور کوشش کرنی چاہئے کہ اس کو دور کریں اور اس سے بچیں۔ اس بارے میں مَیں خطبات بھی دے چکا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے حرام تو نہیں قرار دیا لیکن اسے پسند بھی نہیں فرمایا بلکہ بعض مواقع پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور اس سے پرہیز کرنے کی تلقین فرمائی (ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ 235) اور جو نوجوان اس میں نشہ آور چیزیں ڈال دیتے ہیں، بعض کو غلط سوسائٹی میں عادت ہوتی ہے وہ تو بہرحال غلط ہے اور منع ہے اور گناہ ہے۔

پھر حفاظتی نقطۂ نظر سے جلسہ گاہ کے اندر بھی اور باہر بھی اپنے ماحول پر نظر رکھیں۔ کوئی شرارتی عنصر کوئی شرارت کر سکتا ہے اس بات پہ نظر رکھنی چاہئے۔ کوئی بھی مشکوک چیز دیکھیں یا کسی کی مشکوک حرکات دیکھیں تو فوراً انتظامیہ کو قریب ترین کھڑے ڈیوٹی والے کو اطلاع دے دیں۔ عورتیں بھی اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ کوئی عورت منہ ڈھانپ کر یا نقاب لے کر جلسہ گاہ میں نہ آئے اور گیٹ پر سکیننگ وغیرہ بھی صحیح رنگ میں ہو۔ ان کے چہرے دیکھیں اور جلسہ گاہ کے اندر بھی منہ ننگے ہونے چاہئیں

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اور سکیننگ کے لئے خاص انتظام کی وجہ سے اگر مہمانوں کو دیر لگتی ہے کچھ انتظار کرنا پڑتا ہے اس کی تکلیف اگر ہے تو وہ تکلیف برداشت کریں۔ احتیاط اور سکیورٹی بہرحال زیادہ ضروری ہے۔

عورتوں کی طرف سے بعض دفعہ یہ بھی شکایت آتی ہے کہ بچوں کی مارکی میں تو کم شور مچاتے ہیں اور بچوں والی مائیں انہیں تو کوئی نہ کوئی چیز دے کر بہلا دیتی ہیں یا بچے کھیل رہے ہوتے ہیں یا کسی چیز کے کھانے میں مشغول ہوتے ہیں اور خاموشی سے کھیل رہے ہوتے ہیں لیکن ان کو چپ کرا کر مائیں سمجھتی ہیں کہ اب ہمارا شور کرنا ضروری ہے اس لئے وہ آپس میں باتیں شروع کر دیتی ہیں اور بعض دفعہ یہ بھی ہے کہ جلسہ کی تقریروں کے دوران باتیں کر رہی ہوتی ہیں اور ایک شور پڑا ہوتا ہے اور جو مائیں ایسی ہیں جو خاموشی سے سننا چاہتی ہیں ان کو بھی سننے نہیں دیتیں تو لجنہ اور وہاں کی ڈیوٹی والیاں اس بات کا خاص خیال رکھیں۔ بچوں کی مارکی میں بھی بچوں کا شور تو برداشت ہو سکتا ہے ماؤں کا شور نہیں۔ اسی طرح عورتوں کی طرف سے یہ بھی شکایت ہے کہ بعض دفعہ بعض عورتیں مین مارکی میں بھی تقریروں کے دوران بلاوجہ بولتی رہتی ہیں اور چپ کرانے والی لڑکیوں سے غلط رنگ میں بات کرتی ہیں اور غلط جواب ان کو دیتی ہیں جو کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ سب کو جلسہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ان تمام باتوں اور ہدایات پر عمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے جو ابھی میں نے دی ہیں یا آپ کے پروگراموں میں جو لکھی گئی ہیں۔ لیکن ایک بات یاد رکھیں کہ ان تمام ہدایات پر حاوی ایک بات ہے جو ہر ایک کے لئے فرض ہے اور انتہائی ضروری ہے اور وہ ہے دعا جو جلسہ کی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعا کریں اللہ تعالیٰ محض اور محض اپنے فضل سے جلسہ کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور ہر شر سے محفوظ رکھے اور ہم سب وہ فیض پانے والے ہوں جس کے لئے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں۔

اسی طرح یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ریویو آف ریلیجنز کے تحت ہمیشہ کی طرح اس سال بھی ٹیورن شراؤڈ پر نمائش ان کی مارکی میں لگی ہوئی ہے۔ اسی طرح اسی جگہ ساتھ ہی القلم پراجیکٹ بھی ہے۔ اسی طرح شعبہ آرکائیو کے تحت بھی نمائش لگی ہوئی ہے وہ بھی دیکھنے والی چیز ہوگی، معلومات میں اضافے کے لئے ہوگی۔ اسی طرح اس مرتبہ شعبہ تبلیغ یُوکے نے قرآن کریم پر بھی ایک نمائش کا اہتمام کیا ہے امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی لوگوں کے لئے معلوماتی ہوگی اسے بھی دیکھیں۔ اسی طرح آج دو ویب سائٹس True Islam اور Rational Religion بھی launch ہوں گی۔ شعبہ تبلیغ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر آن لائن تقریری مقابلہ بھی رکھا ہوا ہے اس میں بھی لوگ شامل ہو رہے ہیں یہ بھی ایک خصوصیت ہے کہ آج جلسہ سے انہوں نے اسے شروع کیا ہے۔ بہرحال یہ ان دنوں کے روٹین کے جو جلسہ گاہ میں پروگرام ہوتے ہیں ان سے زائد باتیں اور پروگرام ہیں۔ ان نمائشوں اور پروگراموں سے بھی لوگوں کو استفادہ کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب شاملین کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں سے حصہ لینے والا بنائے۔

☆...☆...☆

بقیہ: گھانا میں احمدیت کے نفوذ کی چند جھلکیاں

...........از صفحہ نمبر 4

(خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی سوونیئر گھانا، 2008ء صفحہ 26)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مارچ 2004ء میں دورہ گھانا کے دوران 14 مارچ کو جامعۃ المبشرین گھانا کا دورہ فرمایا۔ نیز چیف مہدی مرحوم کی بستی ایکرافو اور احمدیہ قبرستان ایکرافو کا دورہ فرمایا اور مکرم چیف مہدی آپا مرحوم کی قبر پر دعا کی۔

(خلافت جوبلی احمدیہ سووئنیر گھانا صفحہ 31)

اسی طرح 2008ء کے دورہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 21/اپریل 2008ء کو دوبارہ ایکرافو تشریف لے گئے اور چیف مہدی آپا مرحوم اور دیگر گھانین احمدی مرحومین کی قبروں پر جا کر دعا کی۔

(روزنامہ الفضل 12 مئی 2008ء صفحہ 5)

ارشاد سیدنا حضرت مصلح موعودؓ

آخر میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ حضورؓ نے قادیان میں آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ اور خطبہ ثانیہ میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

”نماز کے بعد دو جنازے غائب پڑھائے جائیں گے۔ احباب کو چاہئے اس میں شریک ہوں۔ پہلا جنازہ چیف مہدی گولڈ کوسٹ (افریقہ) کا ہے جو فوت ہو گئے ہیں جو بہت مخلص احمدی تھے اور ابھی احمدی نہیں ہوئے تھے کہ انہیں رؤیا میں ایک سفید احمدی کے آنے کے متعلق بتایا گیا کہ مہدی معہود کی خبر دے گا۔ ان کے نزدیک ہم بھی سفید آدمی ہیں۔ گو انگریزوں کے نزدیک ہم کالے ہیں۔ ان کی رؤیا کو ماسٹر عبدالرحیم نیر صاحب نے وہاں جا کر پورا کیا۔“

(الفضل قادیان 10 نومبر 1925ء)

....

حوالہ جات و مزید مطالعہ کے لئے

Monthly The Guidance Ghana
January and February 2017 Edition
Khilafat Ahmadiyya Centenray
Jubilee Souvenir Ghana ,2008
Ahmadiyya Movement in Ghana,
Saltpond: Ahmadiyya Movement Ghana,
1961

الفضل قادیان 7/نومبر 1925ء

الفضل قادیان 27 نومبر 1923ء

☆...☆...☆

بقیہ: اسلام آباد (پاکستان) کی ہائی کورٹ کا فیصلہ

....................از صفحہ نمبر 11

علامہ اقبال کی ان تحریروں میں ختم نبوت کا جو تصور پیش کیا جا رہا ہے، وہ ایسا ہے کہ صرف نبوت سے ہی نہیں انکار کیا جاتا بلکہ ہر روحانی اتباع اور مصلح کے خلاف بغاوت کا علم بلند کر دیا جاتا ہے۔ اقبال لکھتے ہیں:

"The cultural value of the idea of Finality in Islam I have fully explained elsewhere. Its meaning is simple: No spiritual surrender to any human being after Muhammad who emancipated his followers by giving them a law"

ترجمہ: خاتمیت کی معاشرتی اہمیت کے متعلق میں ایک اور جگہ وضاحت کر چکا ہوں کہ اس کا مطلب واضح ہے: کہ آنحضرت صلی اللہ وسلم نے قانون دے کر اپنے پیروکاروں کو آزاد کر دیا ہے۔ اب روحانی طور پر کسی کے آگے سر جھکانے کی ضرورت نہیں۔

یقینی طور پر قرآن کریم آخری شریعت ہے۔ لیکن کیا اس کا مطلب ہے کہ اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ کسی مجدد، خلیفہ یا بزرگ کی پیروی کی ضرورت نہیں اور نہ ان سے روحانی فیضان حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ کیا خلفاءِ راشدین کی پیروی کی کوئی ضرورت نہیں تھی؟ کیا مجددین کی پیروی کی ضرورت نہیں تھی؟ کیا ائمہ اہلِ بیت کی روحانی پیروی بے سود تھی؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مہدی اور مسیح کی آمد کی خبر دی تھی اس کی روحانی پیروی کی ضرورت نہیں؟ **یہ تحریر احمدیت کے خلاف تھی کہ اسلام کے ہر روحانی فیضان کے خلاف اعلانِ جنگ تھا؟**

اہلِ کشمیر کی مدد کے لئے جماعتِ احمدیہ کی کاوشوں کی مخالفت۔ پسِ پردہ کون تھا؟

ایک اور بات جس کا ذکر اس موضوع پر لکھی گئی تحریروں میں بار بار کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اصل میں مہاراجہ کشمیر کے خلاف آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مہم کی سرپرستی انگریز حکمران کر رہے تھے۔ اور یہ حکمران مہاراجہ کشمیر کے خلاف تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ کانگرس اس تحریک کے خلاف تھی۔ اس کے علاوہ اس خیال کا بھی اظہار کیا جاتا رہا ہے کہ حضرت امام جماعتِ احمدیہ کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا صدر بنانے کی وجہ یہ تھی کہ ان کے انگریزوں سے اچھے تعلقات تھے اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اس طرح وہ انگریزوں اور اس کمیٹی کے درمیان رابطہ کا کام سرانجام دے سکیں گے۔ برطانوی حکومت کی بہت سی دستاویزات جو کہ پہلے خفیہ تھیں اب declassify کر دی گئی ہیں۔ اور ہر کوئی ان کا جائزہ لے کر اس بارے میں حقیقت جان سکتا ہے۔ جب ان فائلوں کا جائزہ لیا گیا تو بالکل برعکس صورتِ حال سامنے آئی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت ہندوستان کی حکومت اہلِ کشمیر کے بنیادی انسانی حقوق کے لئے جماعتِ احمدیہ کی کاوشوں کی مسلسل مخالفت کر رہی تھی۔ اس سلسلہ میں ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔ جب جماعتِ احمدیہ کے خلاف چلائی جانے والی مہم کے نتیجہ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی ختم ہو چکی تھی اور اس تحریک کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ چکا تھا، تو 1936ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن قائم فرمائی تھی تا کہ جائزہ لیا جا سکے کہ گلانسی کشمیر نے اہلِ کشمیر کے حقوق کے لئے جو سفارشات پیش کی تھیں ان پر عمل ہو رہا ہے کہ نہیں اور جن سفارشات پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ان پر عملدرآمد کروانے کے لئے کوششیں کی جائیں۔ اس ایسوسی ایشن کا پہلا اجلاس لاہور میں ہوا۔ برٹش لائبریری میں موجود ریکارڈ ظاہر کرتا ہے اس وقت کی حکومت ان کاوشوں کے متعلق مہاراجہ کشمیر کی حکومت کو مسلسل مطلع کر رہی تھی۔ اس سلسلہ میں دہلی کے Foreign and Political Department اور کشمیر کی حکومت کے درمیان خط و کتابت ہوتی رہی۔ اس سلسلہ میں کشمیر کے وزیرِ اعظم Elliot James Colvin، کشمیر میں ریذیڈنٹ Lt Col L E Lang اور دہلی کے Foreign and Political Department کے F V Wylie کے درمیان خط و کتابت بھی ہوتی رہی۔ اور یہ مشورے بھی ہوتے رہے کہ اس سلسلہ کو ایک بار پھر بڑھنے سے کس طرح روکا جائے۔ اس بات پر بھی تشویش کا اظہار کیا جاتا رہا کہ امام جماعتِ احمدیہ اس مسئلہ کو اُٹھانے کی کوشش کریں گے کہ ریاست کشمیر کے وزیر کشمیریوں میں ہی سے لئے جائیں۔ 16 جون 1936ء کو کشمیر کے انگریز وزیرِ اعظم Colvin نے ریذیڈنٹ L E Lang کو ایک خط لکھا۔ اور اس میں امام جماعتِ احمدیہ کی اہلِ کشمیر کے لئے کاوشوں کے بارے میں لکھا

"Government feel confident that the Punjab government will nip this agitation in the bud. I trust that you will take such action as you may consider necessary to attain this object."

ترجمہ: حکومت اس بارے میں پُر اعتماد ہے کہ پنجاب کی حکومت اس شورش کو آغاز میں ہی ختم کر دے گی۔ میں اس بات پر بھروسہ کر سکتا ہوں کہ آپ اس بارے میں ہر ضروری قدم اُٹھائیں گے۔

یہ ریکارڈ برٹش لائبریری میں موجود ہے اور اس کا فائل نمبر: IOR/R/1/1/2837 1936-1937 ہے۔ ہر کوئی اس کا جائزہ لے کر حقائق جان سکتا ہے۔ اس ریکارڈ سے ان مفروضوں کی مکمل تردید ہو جاتی ہے جن کا ہم نے ذکر کیا تھا۔ ان حقائق کی روشنی میں ازسرِ نو تفصیلی تحقیق کی ضرورت ہے کہ اُس دور میں جماعتِ احمدیہ کے خلاف مہم کے پیچھے کون سے ہاتھ کارفرما تھے؟ اور ان کے مقاصد کیا تھے؟

....................(باقی آئندہ)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

اسلام آباد (پاکستان) کی ہائی کورٹ کا فیصلہ
(ایک تجزیہ)

(ڈاکٹر مرزا سلطان احمد)

قسط نمبر 3

علّامہ اقبال کی چند تحریروں کے حوالے۔ پس منظر اور حقائق

جولائی 2018ء میں اسلام آباد ہائی کورٹ کے ایک رکنی بنچ نے جماعتِ احمدیہ کے بارے میں ایک تفصیلی فیصلہ جاری کیا۔گزشتہ دو اقساط میں ہم نے اس فیصلے کے مندرجات کا مختصر جائزہ پیش کیا تھا اور یہ بھی ذکر کیا تھا کہ 172 صفحات کے فیصلہ میں بہت سے تاریخی واقعات کو پیش کر کے اور بہت سے حوالے درج کر کے اس فیصلہ کا جواز پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس قسط میں ہم ایک اور پہلو کا تجزیہ پیش کریں گے۔

جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب کے اس فیصلہ کے صفحہ 101 سے صفحہ 122 تک جماعتِ احمدیہ کے خلاف علّامہ اقبال کی دو تحریروں یعنی Islam and Ahmadism اور Qadianis and Orthodox Muslims کے تفصیلی اقتباسات کو تبصروں سمیت درج کیا گیا ہے۔

چونکہ پاکستان میں علامہ اقبال کی ایک اہمیت ہے، اس طرح ان اقتباسات کو درج کر کے اس عدالتی فیصلہ کا جواز پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس مضمون میں اس حصہ کا اور علامہ اقبال کی ان تحریروں کا تجزیہ پیش کیا جائے گا جن کے حوالے اس فیصلہ میں درج کئے گئے ہیں۔اور ہم یہ جائزہ بھی لیں گے علامہ اقبال کی ان تحریروں کا پس منظر کیا تھا؟

اس عدالتی فیصلہ میں علامہ اقبال کی ان تحریروں کا ذکر ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے کہ احمدیت کے بارے میں اقبال کی یہ تحریر ایک Excellent Expose ہیں۔یعنی ان تحریروں میں احمدیت کو شاندار طریقہ سے بے نقاب کیا گیا ہے۔اس فیصلہ میں اس دعوے کی دلیل ان الفاظ میں دی گئی ہے:

What prompted Dr. Iqbal to launch this crusade against Qadianyat is not difficult to comprehend. Dr Iqbal knew Qadianyat very well since its inception and had been a keen observer of its development and growth that took place in the last half of century in India. He, however, had some kind of soft feelings for the movement in early years when its real character was not established. In early 30s he had fully come to know about the role Qadianis had been playing in India particularly in Kashmir movement in which he himself was closely associated.
(page 101)

ترجمہ: یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ اقبال نے قادیانیت کے خلاف یہ صلیبی جنگ کیوں شروع کی تھی؟ اقبال قادیانیت کو اس کے آغاز سے خوب جانتے تھے اور ہندوستان میں گزشتہ نصف صدی کے دوران جو پیش رفت ہو رہی تھی اقبال اس کا بغور جائزہ لے رہے تھے۔البتہ ان ابتدائی سالوں میں اقبال کے دل میں قادیانیت کے لئے ایک قسم کا نرم گوشہ موجود تھا۔کیونکہ اب تک اس تحریک کا صحیح کردار سامنے نہیں آیا تھا۔1930ء کی دہائی کے آغاز میں انہیں پوری طرح علم ہوا کہ یہ تحریک ہندوستان میں اور بالخصوص کشمیر میں کیا کردار ادا کر رہی ہے۔کشمیر کی تحریک کے ساتھ اقبال کا اپنا قریبی تعلق تھا۔

جیسا کہ پڑھنے والے خود محسوس کر سکتے ہیں کہ **اس تحریر کے اندر تضاد موجود ہے۔اس حصہ میں ان بہت سی باتوں کی تردید موجود ہے جو کہ جماعتِ احمدیہ کے خلاف اس فیصلہ میں لکھی گئی ہیں اور جو خود علامہ اقبال کی ان تحریروں میں موجود ہیں۔**

ان دونوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ بانیٔ جماعتِ احمدیہ کے دعاوی ہی ایسے ہیں جو خلافِ اسلام ہیں اور جب بھی عالم اسلام میں ایسے دعاوی پیش کئے گئے کسی مسلمان نے کسی دلیل یا سوچ بچار کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی بلکہ ان کے خلاف شدید ردِعمل دکھایا بلکہ جہاد شروع کر دیا۔یہ دعاوی ایسے ہیں کہ ان کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کیا جائے۔

یہ سب جانتے ہیں کہ **بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا انتقال 1908ء میں ہو گیا تھا اور اُس وقت تک آپ کے تمام دعاوی سامنے آچکے تھے۔پھر 1930ء تک علامہ اقبال جماعتِ احمدیہ کے بارے میں نرم گوشہ کیوں رکھتے تھے؟**

1934ء سے قبل علّامہ اقبال کے احمدیت کے بارے میں خیالات

جج صاحب نے اس فیصلہ میں کچھ مبہم اور نرم الفاظ استعمال کئے ہیں۔اس "نرم گوشہ" کی کچھ تفصیلات ہم علامہ اقبال کے صاحبزادے مکرم جسٹس جاوید اقبال صاحب کی تصنیف "زندہ رود" سے پیش کرتے ہیں۔وہ لکھتے ہیں:

1-1900ء میں علامہ اقبال نے بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے متعلق فرمایا کہ وہ ہندوستان کے مسلمانوں میں موجودہ دور میں غالباً سب سے عظیم دینی مفکر ہیں۔

2-1910ء میں انہوں نے علیگڑھ کالج میں ایک لیکچر دیا اور اس میں فرمایا کہ اس دَور میں فرقہ قادیانی اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ ہے۔

3-1936ء میں تحریر کیا کہ اشاعتِ اسلام کا جوش جو جماعتِ احمدیہ کے افراد میں پایا جاتا ہے قابلِ قدر ہے۔
(زندہ رود مصنفہ جاوید اقبال صاحب، ناشر سنگ میل پبلیکیشنز لاہور 2008 صفحہ 638و208)

4-1913ء میں علامہ اقبال کو شبہ ہوا کہ ان کی منکوحہ سردار بیگم صاحبہ سے ان کا نکاح قائم ہے کہ نہیں تو انہوں نے اپنے دوست مرزا جلال الدین صاحب کو فتویٰ دریافت کرنے کے لیے قادیان بھجوایا جنہوں نے اس بابت بانی سلسلہ احمدیہ کے پہلے خلیفہ حضرت مولانا نورالدین صاحب سے اس بابت فتویٰ دریافت کیا اور علامہ اقبال نے اس فتویٰ پر عمل بھی کیا۔

5-علّامہ اقبال نے پہلی شادی سے اپنے بڑے بیٹے آفتاب اقبال صاحب کو پڑھنے کے لیے قادیان کے سکول میں بھجوایا۔(زندہ رود مصنفہ جاوید اقبال صاحب، ناشر سنگ میل پبلیکیشنز لاہور 2008 صفحہ 630و631)

علّامہ اقبال کے متعلق ان باتوں کی جاوید اقبال صاحب نے تردید نہیں کی بلکہ ان جیسی باتوں کو درج کر کے مکرم ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب نے یہ جواز پیش کیا ہے کہ اقبال کو 1935ء سے قبل اس جماعت سے اچھے نتائج کی امید تھی لیکن ایک زندہ شخص ہونے کی حیثیت سے انہیں اپنی رائے بدلنے کا حق تھا۔اور وہ ہمیشہ سے جماعتِ احمدیہ سے عقائد کا اختلاف رکھتے تھے۔

ہمیں ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کی اس بات سے اتفاق ہے کہ ہر شخص کو اپنی رائے بدلنے کا حق حاصل ہے لیکن اس رائے کی تبدیلی کی کوئی بھی وجہ ہو اس کی وجہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے دعاوی اور جماعتِ احمدیہ کے بنیادی عقائد نہیں ہو سکتے کیونکہ 1908ء میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی وفات ہو چکی تھی اور آپ کے دعاوی مکمل طور پر دنیا کے سامنے آچکے تھے۔

اس کے علاوہ **اس فیصلہ میں اعتراف کیا گیا ہے کہ** جب کشمیر کمیٹی کا اجلاس ہوا تا کہ مسلمان مظلوم کشمیری مسلمانوں کے بنیادی انسانی حقوق کے لئے جد و جہد کرسکیں تو اُس وقت خود علامہ اقبال کی تجویز اور اصرار پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کمیٹی کا صدر بنایا گیا۔اس وقت کشمیر کے مسلمان ڈوگرہ راجہ کے مظالم کی چکی میں پس رہے تھے اور انہیں بنیادی انسانی حقوق بھی حاصل نہیں تھے۔

اس بات پر حیرانی ہوتی ہے کہ ایک طرف تو یہ الزام لگایا جا رہا ہے کہ نعوذُ باللہ انگریزوں نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے جماعتِ احمدیہ کو قائم کیا تھا اور جماعتِ احمدیہ کے بنیادی عقائد ہی ایسے ہیں کہ وہ خود بخود اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں بلکہ ثابت ہو جاتا ہے کہ نعوذُ باللہ ان سے اسلام کو شدید نقصان پہنچتا ہے۔**دوسری طرف مسلمانوں کا ایک نمایاں لیڈر اعتراف کرتا ہے کہ اگر کسی میں اشاعتِ اسلام کا جوش ہے تو جماعتِ احمدیہ میں ہے۔اگر کوئی اس دور میں اسلامی سیرت کا نمونہ دیکھنا چاہتا ہے تو قادیان جا کر دیکھے۔** اپنے نکاح کے بارے میں شبہ ہو تو امام جماعتِ احمدیہ سے راہنمائی لی جائے۔اور اگر مظلوم مسلمانوں کے لئے جد و جہد کرنی ہو تو امام جماعتِ احمدیہ سے اس مہم کی قیادت کرنے کی درخواست کی جائے۔**یہ تضادات ایسے نہیں جنہیں نظر انداز کیا جاسکے۔**

جیسا کہ حوالہ درج کیا گیا ہے **عدالتی فیصلہ میں یہ نکتہ بیان کیا گیا ہے کہ جب امام جماعتِ احمدیہ کی قیادت میں کشمیر کمیٹی نے کام شروع کیا تو علامہ اقبال پر قادیانیت کی حقیقت کھلی اور انہوں نے جماعتِ احمدیہ کی مخالفت شروع کی۔اس مرحلہ پر یہ جائزہ لینا ضروری ہے کہ جب اس کمیٹی نے کام شروع کیا تو کیا ہوا تھا کہ علّامہ اقبال نے جماعتِ احمدیہ کی مخالفت شروع کر دی؟** ہم اُن کتابوں کے حوالے سے اس سوال کا تجزیہ پیش کریں گے جن کے لکھنے والوں کا احمدیت سے کوئی تعلق نہیں۔

کشمیر کمیٹی کی جدّ و جہد کا آغاز

اس کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ کشمیریوں کی حمایت کے لئے قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے مہم چلائی جائے۔جن کشمیریوں کو مظالم کا نشانہ بنایا گیا ہے ان کی مالی مدد کی جائے۔جن کشمیریوں کو قید و بند اور مہاراجہ کی حکومت کی طرف سے مقدمات کا سامنا تھا ان کی قانونی اور وکلاء کے ذریعہ مدد کا فیصلہ کیا گیا۔اور کیونکہ دنیا کو خبر ہی نہیں تھی کہ کشمیر کے مسلمانوں کو کن مظالم کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اس لئے یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ باہر کی دنیا کو ان حقائق کے بارے میں مطلع کیا جائے اور مہاراجہ کشمیر پر دباؤ بڑھایا جائے۔ثمینہ اعوان اپنی کتاب میں لکھتی ہیں کہ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک جامع منصوبہ بنایا گیا اور اس پر عملدرآمد شروع ہوا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ 14 / اگست 1931ء کو پورے ہندوستان میں کشمیر ڈے منایا جائے۔

یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ تحریکِ خلافت کی ناکامی کے بعد مسلمانوں نے پورے ہندستان میں اپنے حقوق کے لئے کوئی ایسی مہم کامیابی سے نہیں چلائی تھی۔اور یہ سوال اُٹھتا تھا کہ کیا یہ دن کامیابی سے منایا جا سکے گا کہ نہیں؟ جب یہ دن آیا تو ہندوستان بھر میں یہ دن کامیابی سے منایا گیا اور چھوٹے بڑے شہروں میں کامیابی سے جلسے منعقد ہوئے۔لاہور، پٹنہ، کلکتہ، بمبئی، دیوبند، کراچی، علی گڑھ، سیالکوٹ، دہلی، کراچی میرٹھ، دکن، بہار اور اڑیسہ میں جلسے منعقد ہوئے۔لاہور کے جلسہ سے علامہ اقبال نے خطاب کیا۔اس سے قبل صورتِ حال یہ تھی کہ خود مسلم لیگ نے بھی کبھی کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی حمایت میں کوئی قرارداد منظور نہیں کی تھی۔جب یہ مہم شروع ہوئی تو پہلی مرتبہ دسمبر 1931ء میں مسلم لیگ نے اپنے سالانہ جلسہ میں کشمیر کے مسلمانوں کی حمایت میں قرارداد منظور کی۔1931ء کی گول میز کانفرنس کے دوران لندن میں علامہ اقبال، چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اور دوسرے مسلمان مندوبین نے وزیرِ ہند سے ملاقات کر انہیں کشمیر کے مسلمانوں کی حالتِ زار سے مطلع کیا۔کشمیر میں زخمی اور قید ہونے والے کشمیری مسلمانوں کی مالی اور قانونی مدد جاری کی گئی۔کشمیر کے مسلمانوں میں بیداری کی لہر دوڑنی شروع ہوئی اور ان میں اپنے حقوق کے لئے جدو جہد کرنے کا جوش پیدا ہوا۔ڈوگرہ مہاراجہ کی حکومت اس مہم سے ہل کر رہ گئی اور انہوں نے مسلمانوں سے مذاکرات کا عمل اور اس کے ساتھ ان کو اپنا ہمنوا بنانے کا عمل بھی شروع کیا۔اس صورتِ حال پر تحقیقات کے لئے گلانسی کمیشن قائم کیا گیا۔رپورٹ تو جیسی تھی شائع کی گئی لیکن مہاراجہ کی حکومت نے اصلاحات کی بجائے لیت ولعل سے کام لینا شروع کیا۔اس پر حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے بہت سے مسلمان لیڈروں کے ساتھ وفد بنا کر وائسرائے سے ملاقات کر کے اس پر عمل درآمد کا سوال اُٹھایا۔سب یہ اعتراف کرتے ہیں کہ اس مرحلہ تک کامیابی اور مستقل مزاجی سے کام جاری تھا۔

(Iqbal and the politics of Punjab1926–1938, by Khurram Mahmood, published by, National Book Foundation 2010, p 90–96)
(Political Islam in Colonial Punjab Majlis-i-Ahrar 1929–1949, by Samina Awan, by Oxford University Press 2010,p 38–55)

جب ہم یہاں تک کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں، اورہم نے ایسی کتب کے حوالے درج کر دیئے ہیں جو نہ صرف احمدیوں کی لکھی ہوئی نہیں ہیں بلکہ اس میں بعض مقامات پر احمدیوں کے خلاف بھی لکھا گیا ہے، **تو حیرت ہوتی ہے کہ جب یہ مہم کامیابی سے چل رہی تھی تو پھر بجائے شکر ادا کرنے کے احمدیوں کے خلاف مہم شروع کرنے کا کون سا موقع تھا؟ آخر کون سا گروہ اس مہم سے سخت نالاں تھا جس کا ایجنڈا پورا کرنے کے لئے مظلوم مسلمانوں کے لئے مہم چلانے کی بجائے احمدیوں کو کافر قرار دینے کی مہم شروع کردی گئی؟**

اس سوال کا جائزہ لینے کے لئے ہم ایک بار پھر ان کتب کے ہی حوالے پیش کریں گے جن کے مصنفین کا تعلق جماعتِ احمدیہ سے نہیں ہے۔

کشمیر کمیٹی کی تحریک کے خلاف ردِّعمل

جونہی اس مہم نے زور پکڑا کٹّر ہندو پریس میں خاص طور پر شدید بے چینی کا اظہار شروع ہو گیا۔انہوں نے ایک متعصّبانہ انداز میں اس تحریک کے خلاف مہم شروع کی ۔اس تحریک میں ملاپ، پرتاپ اور ٹریبیون اخبارات پیش پیش تھے ۔انہوں نے اس تحریک کو ہندو مسلم فسادات قرار دیا۔انہوں نے کٹّر ہندوؤں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے یہ پروپیگنڈا شروع کیا کہ یہ ہندو کی حکومت کی جگہ مسلمان کی حکومت قائم کرنے کی سازش ہے۔علّامہ اقبال نے اس کی تردید کی کوشش کی اور کہا کہ ہندووں کو مسلمانوں کے ساتھ مل کر یہ تحریک چلانی چاہیے۔ بہرحال یہ صورتِ حال کانگرس کے لئے بھی ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی تھی۔کیونکہ جب اس تحریک کو چلتے ہوئے دو تین سال ہوگئے اور استقلال کے ساتھ کام جاری تھا۔کانگرس کی اعلانیہ ہمدردیاں مہاراجہ کشمیر کے ساتھ تھیں۔

کچھ ہندوؤں نے علامہ اقبال سے بھی رابطہ کیا اور اس کا ذکر علامہ اقبال نے اپنی تقریر میں بھی کیا۔اور اس تحریک کے خلاف مہم کو ختم کرنے کا کام کانگرس کے لیڈر مولانا ابوالکلام آزاد صاحب کے سپرد ہوا۔ انہوں نے احرار لیڈروں سے ملاقات کر کے انہیں آمادہ کیا کہ وہ کشمیر کی مہم کو اپنے ہاتھ میں لے لیں۔اور احرار نے مولوی انور کاشمیری کی وساطت سے علامہ اقبال کو بھڑکایا کہ وہ کشمیر کمیٹی میں امام جماعتِ احمدیہ کی مخالفت کریں اور اسی طرح بعض اور احرار لیڈر بھی علامہ اقبال سے مل کر انہیں خاص طور پر احمدیت کے خلاف بھڑکاتے رہے۔اور اس طرح کشمیر کمیٹی میں رخنہ ڈالنے کا عمل شروع کیا گیا اور احمدیوں کے خلاف مہم شروع کردی گئی۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ جب کشمیر کمیٹی کے وفد نے مہاراجہ کشمیر سے ملاقات کا وقت مانگا تو مہاراجہ کشمیر نے ملاقات سے انکار کر دیا۔ اور جب مجلسِ احرار کا وفد کشمیر گیا تو مہاراجہ نے انہیں اپنے ہاں ایک محل میں مہمان ٹھہرایا۔گورنر جموں نے بھی احراری وفد سے ملاقات کی ۔جب لوگوں نے یہ دیکھا کہ لوگ تو مہاراجہ کی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں تو یہ خبر عام گردش کرنے لگی کہ احراریوں نے تحریک کو ناکام کرنے کے لئے مہاراجہ سے رشوت لی ہے ۔اور ایک احراری لیڈر نے یہ بیان بھی داغ دیا کہ کشمیریوں پر ہونے والے مظالم کے بیان میں مبالغہ کیا گیا ہے۔

(Iqbal and the politics of Punjab1926–1938, by Khurram Mahmood, published by, National Book Foundation 2010, p 91–97)

(Political Islam in Colonial Punjab Majlis–i-Ahrar 1929–1949, by Samina Awan, by Oxford University Press 2010,p 40–48)

راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں علّامہ اقبال کی خاموشی اور قائداعظم کے موقف کے خلاف تقریر

یہاں علامہ اقبال کے حوالے سے ایک اہم بات کا ذکر ضروری ہے۔اس بات کا ذکر تو اکثر کیا جاتا ہے کہ احرار کی کاوشوں کے نتیجہ میں علامہ اقبال جماعتِ احمدیہ کے خلاف ہوگئے اور انہوں جماعتِ احمدیہ کے خلاف تحریری کاوشیں شروع کیں۔لیکن **اُس وقت علامہ اقبال کی مخالفت کا دائرہ صرف احمدیت تک محدود نہیں تھا بلکہ اس سے قبل خود بانی پاکستان محمد علی جناح اور دوسرے مسلمان لیڈروں کا موقف بھی علامہ اقبال کی مخالفت کا نشانہ بنا۔**

اس کا پس منظر یہ ہے کہ 7 ستمبر 1931ء سے یکم دسمبر 1931ء تک لندن میں ہندوستان کے مستقبل کے آئین کے بارے میں دوسری راونڈ ٹیبل کانفرنس منعقد ہوئی۔اس میں مسلمانوں کی طرف سے نمائندہ مندوبین میں قائدِ اعظم محمد علی جناح ، علامہ اقبال، حضرت چوہدری ظفر اللہ خان ، مولانا شوکت علی ، سر شفیع ، آغا خان سوئم بھی شامل تھے ۔پہلے کمیٹیوں نے کام شروع کیا۔ Federal Structure کمیٹی اور اقلیتوں کے بارے میں کمیٹی اہم تھیں۔علامہ اقبال اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اور مولانا شوکت علی اور آغا خان اقلیتوں کی کمیٹی کے رکن تھے۔ اور Federal Structure کمیٹی میں دوسرے مندوبین کے علاوہ قائدِ اعظم اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بھی شامل تھے۔کانفرنس کے پہلے روز 7 ستمبر کو Federal Structure کی کمیٹی میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے ایک طویل تقریر میں اعلان کیا کہ وہ گزشتہ کانفرنس میں محمد علی جناح اور سر شفیع کی طرف سے اس خیال کا اظہار کیا گیا تھا کہ ہندوستان کے لئے کوئی آئین اُس وقت تک کام نہیں کر سکتا جب تک مسلمان اور ہندوؤں کے درمیان اس مسئلہ پر اتفاق نہیں ہوجاتا ۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے کہا کہ وہ اس نظریہ کی تائید کرتے ہیں اور اس بات کا اضافہ کرنا چاہتے ہیں کہ مسلمان کسی ایسے آئین کی تائید نہیں کر سکتے جس میں ان کے مطالبات کو مناسب طریق پر تسلیم نہ کیا گیا ہو۔ اس لئے سب کو مل کر پیش رفت کی کوشش کرنی چاہئے۔

جب کارروائی آگے بڑھی تو گاندھی جی نے علیحدہ اجلاس میں مسلمان مندوبین سے اس عذر کی بنا پر مذاکرات سے انکار کر دیا کہ ڈاکٹر انصاری لندن میں موجود نہیں ہیں اور وہ ڈاکٹر انصاری کی رضامندی کے بغیر کوئی تصفیہ نہیں کر سکتے۔نتیجہ یہ ہوا کہ 26 نومبر 1931ء کو قائدِ اعظم محمد علی جناح نے تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ وہ مسلمان مندوبین کی طرف سے یہ اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا موقف یہ ہے کہ مرکزی حکومت اور صوبائی حکومت دونوں میں ایک ساتھ خودمختاری دینی چاہیے۔اور ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمان آزادی کی طرف کسی پیش رفت کے راستے میں حائل نہیں ہوں گے۔ ہم تمام تر کوشش کر چکے ہیں لیکن مسلمانوں اور ہندوؤں میں اتفاق نہیں ہوسکا۔اور فی الحال کسی پیش رفت کی امید نظر نہیں آ رہی۔آخر یہ مذاکرات ناکامی پر ختم ہوئے۔ **یہ بات قابل ذکر ہے کہ علامہ اقبال نے کمیٹی کے اجلاس میں اور پھر کانفرنس کی کارروائی میں ایک لفظ بھی نہیں کہا اور نہ مسلمانوں کے مفادات کے لئے کوئی آواز اُٹھائی۔وہ معنی خیز انداز میں مکمل طور پر خاموش رہے۔اس کانفرنس میں مسلمانوں کے حقوق کے لئے خاص طور پر قائدِ اعظم، چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اور سر شفیع آواز اُٹھاتے رہے۔علامہ اقبال کا دوسرے تمام مسلمان مندوبین سے اختلاف بھی ہو گیا اور اختلاف اتنا شدید ہوا کہ علامہ اقبال ایک لفظ بولے بغیر ہی اس کانفرنس سے مستعفی ہوگئے۔**

(Indian Round Table Conference[second session[Proceedings of the Federal Structure Committee and Minorities Committee Vol 1.P31–35)

(Indian Round Table Conference[second session[Proceedings of the Federal Structure Committee and Minorities Committee Vol 2., p 1211–1215)

(زندہ رود مصنفہ جاوید اقبال صاحب ، ناشر سنگ میل پبلیکیشنز لاہور 2008 صفحہ 504)

علامہ اقبال نے ہندوستان آنے کے چند ماہ کے بعد مارچ 1931ء میں All Indian Muslim Conference کی صدارت کرتے ہوئے قائدِ اعظم کے اس موقف کو جو آپ نے 26 نومبر 1931ء کو فیڈرل سٹرکچر کی کمیٹی میں پیش کیا تھا اور کسی مسلم مندوب نے اس کی مخالفت نہیں کی تھی، شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔اور اسے ایک سنگین غلطی قرار دیا اور یہ سوال اُٹھایا کہ کیا انہیں ایسا کرنے کا حق بھی تھا کہ نہیں۔اور یہ الزام لگایا کہ انہوں نے یہ غلطی بعض انگریز سیاستدانوں کے غلط مشورہ کے زیرِ اثر کی تھی۔اور اس کی وجہ سے حکومت کو یہ موقع مل گیا کہ اس نے صوبوں کو خود مختار حکومتیں دینے میں تاخیر کر دی ہے۔اور یہ دعویٰ کیا کہ تمام ہندوستان کے مسلمان اس موقف کو ایک سنگین غلطی سمجھتے ہیں اور حاضرین کانفرنس کو تحریک کی کہ وہ اس موقف کی مخالفت میں آواز اُٹھائیں۔مختصر یہ کہ اس طرح اس نازک موقع پر جب کہ مسلمانوں میں اتحاد ضروری تھا، مسلمان لیڈروں کے درمیان ایسا ناگوار اختلاف سامنے آیا، جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کی قوت کو نقصان پہنچنا ایک لازمی بات تھی۔

(The All India Muslim Conference 1928–1935, compiled by K.K.Aziz, published by Sange Meel publications p.88)

علامہ اقبال جماعتِ احمدیہ کے خلاف مہم شروع کرتے ہیں

اس مرحلہ کے بعد جماعتِ احمدیہ کے خلاف یہ نفرت انگیز مہم زور پکڑتی گئی اور علامہ اقبال بھی اس مخالفت میں پیش پیش نظر آنے لگے۔اس کے نتیجہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 7 مئی 1933ء کو کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔علامہ اقبال کو نیا صدر بنایا گیا۔ اس مرحلہ پر علامہ اقبال کا نیا شکوہ سامنے آیا کہ کمیٹی کے احمدی ممبران اپنی قیادت کی پیروی کرتے ہیں اور اس بنا پر علامہ اقبال نے استعفیٰ دیا اور کمیٹی کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔

یہاں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ اگر احمدی غدار تھے اور تفرقہ ڈال رہے تھے تو آپ کو ان کے تعاون کی ضرورت کیوں تھی؟ کیا ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں میں آپ جیسے نمایاں لیڈر کو کچھ افراد بھی نہیں مل رہے تھے جو کہ مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لئے آپ سے تعاون کرتے۔

2 جولائی 1933ء کو علامہ اقبال کی صدارت میں ایک نئی آل انڈیا کمیٹی قائم کی گئی اور اس میں کسی احمدی کو شامل نہیں کیا گیا۔اب تو احمدی اس کا حصہ نہیں تھے۔اب تو چاہیے تھا کہ پہلے سے کئی گنا زیادہ کام ہوتا۔ان مخالفین کے نزدیک اگر احمدی غدار تھے اور کشمیریوں کی خدمت کرنے کی بجائے اپنے مسلک کی تبلیغ کرتے تھے تو اب تو یہ مسئلہ ختم ہو گیا تھا۔لیکن نہ اس کمیٹی کو مالی وسائل میسر ہوئے اور نہ کارکنان ملے جو بے لوث کام کرتے اور نہ ہی کوئی کام ہوا۔ آخر تنگ آ کر علامہ اقبال نے 1934ء میں اپنے آپ کو اس کمیٹی سے علیحدہ کرلیا اور یہ کمیٹی بھی اپنی موت آپ مرگئی۔

مجلسِ احرار کی ہُلّڑ بازی کا انجام

اب ہم یہ جائزہ لیتے ہیں کہ **مجلس احرار نے کیا تیر مارا؟** حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے انہیں پیشکش کی تھی کہ وہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں شامل ہو جائیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا تھا اور کانگرس کے لیڈر مولانا ابوالکلام آزاد کے مشورے سے اپنی علیحدہ تحریک چلائی تھی۔احرار نے ہزاروں مسلمانوں سے گرفتاریاں دلائیں ۔اور انہیں جیل میں اذیّتوں کا نشانہ بننا پڑا۔سول نافرمانی کی تحریک بھی چلائی ۔ کچھ روز کی بے فائدہ ہلّڑ بازی کے بعد اس تحریک کے پاس نہ کارکنان تھے اور نہ کوئی ان کی سننے کو تیار تھا، اور نہ حوصلہ تھا کہ استقلال سے کوئی تحریک چلاتے ۔ صرف 53 دن میں احرار کی ہمت جواب دے گئی اور انہوں نے باضابطہ طور پر تحریک ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ ہزاروں مسلمانوں کو قید بھی کرایا اور نتیجہ صفر۔ ”اندھا کیا چاہے دو آنکھیں“ مہاراجہ نے احرار کو چند دن روٹیاں کھلا کر جی بھر کر فائدہ اُٹھایا۔ احرار نے اختلافات کی جو آگ کشمیر کمیٹی میں لگائی تھی اس کے شعلے کشمیر تک پہنچے اور 1933ء میں کشمیر کے مسلمانوں کے دو گروہ بن گئے۔ ایک گروہ شیخ عبد اللہ صاحب کا گروہ تھا اور دوسرا گروہ مولوی یوسف شاہ صاحب کا تھا۔اس اختلاف نے کشمیر کے مسلمانوں کی مہم کو مزید کمزور کر دیا۔ذیل میں حوالے درج کئے جاتے ہیں۔ہر کوئی ان حقائق کا آزادانہ تجزیہ کرسکتا ہے۔

(Iqbal and the politics of Punjab1926–1938, by Khurram Mahmood, published by, National Book Foundation 2010, p 90–112)

(Political Islam in Colonial Punjab Majlis–i-Ahrar 1929–1949, by Samina Awan, by Oxford University Press 2010,p 40–55)

علامہ اقبال کی تحریروں کا تجزیہ

جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب کے اس فیصلہ میں علامہ اقبال کی جن تحریروں کے طویل حوالے درج کئے گئے ہیں، ہم نے ان تحریروں کا پس منظر پیش کیا ہے۔اور اب ہم ان تحریروں کا مختصر تجزیہ پیش کریں گے۔اس عدالتی فیصلہ میں ان تحریروں کا آغاز نہیں درج کیا گیا۔اس آغاز سے واضح ہوجاتا تھا کہ علامہ اقبال کی طرف سے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی یہ گزارش کس سے کی جارہی تھی اور اس کا اصل مخاطب کون تھا؟

علامہ اقبال لکھتے ہیں:

I intended to adress an open letter to the British people explaining the social and political implications of the issue.

ترجمہ: میرا ارادہ تھا کہ برطانوی لوگوں کو مخاطب کر کے ایک کھلا خط لکھوں تا کہ اس مسئلہ کے معاشرتی اور سیاسی مضمرات کی وضاحت کی جا سکے۔

گویا اس تحریک کو مسلم لیگ میں پیش نہیں کیا گیا بلکہ اس کا مخاطب اصل میں برطانوی حکمران تھے۔ **یہ سوال قدرتی طور پر اُٹھتا ہے کہ اس مذہبی معاملہ میں کہ کون مسلمان ہے؟ انگریزوں کو درخواست کیوں پیش کی جا رہی تھی؟**

اب یہ دیکھتے ہیں کہ ان تحریروں میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے حق میں کیا دلائل پیش کئے گئے؟ تو پہلی تحریر Qadianism and Orthodox Muslims کے شروع میں ہی علامہ اقبال نے واضح کر دیا

"It must, however be pointed out at the outset that I have no intention to enter into any theological argument."

ترجمہ: شروع میں ہی اس امر کا ذکر ضروری ہے کہ میرا مذہبی دلائل دینے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

(Traitors of Islam) an analysis of Qadiani issue, by Allama Muhammad Iqbal, compiled by Agha Shorish Kashmiri, 1973 p 31–32)

بہت خوب! گویا احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ برطانوی حکمران قوم سے کیا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ اس سلسلہ میں کوئی مذہبی دلیل نہیں دی جائے گی۔

یہ سوال اُٹھتا ہے کہ اگر اس سلسلہ میں علامہ اقبال نے قرآن کریم اور حدیثِ نبویؐ سے کوئی دلیل نہیں پیش کی تھی تو کیا کوئی دلیل پیش کی تھی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس سلسلہ میں انہوں نے ایک دلیل یہ ضرور پیش کی تھی کہ جس طرح کچھ صدیاں قبل ایمسٹرڈیم کے یہودیوں نے مشہور فلاسفر Spinoza کو یہودیت سے خارج قرار دے دیا تھا، اسی طرح مسلمانوں کو بھی اختیار ہے کہ وہ احمدیوں کو اسلام سے خارج قرار دیں۔ اگر یہ مذہبی بحث تھی تو اس سلسلہ میں قرآن یا حدیث سے کوئی دلیل پیش کرنی چاہیے تھی۔ یہ دلیل بہر حال قابلِ قبول نہیں ہو سکتی کہ کیونکہ ایمسٹرڈیم کے یہودیوں نے Spinoza کو یہودیت سے خارج کر دیا تھا۔ اس لئے ہمارا بھی یہ حق ہے کہ ہم احمدیوں کو اسلام سے خارج قرار دیں۔

یہاں ایک اور بات قابلِ غور ہے کہ اس تحریر میں ایک ایسی عبارت بھی موجود ہے جس سے جماعتِ احمدیہ کے متعلق مولوی صاحبان کے وہ تمام بے سروپا دعاوی غلط ثابت ہو جاتے ہیں جنہیں وہ اب تک پیش کرتے رہے تھے۔ علامہ اقبال تحریر کرتے ہیں۔

Western people who cannot but adapt a policy of non-interference in religion. This liberal and indispensable policy in a country like India has led to the most unfortunate results.

(Traitors of Islam) an analysis of Qadiani issue(, by Allama Muhammad Iqbal, compiled by Agha Shorish Kashmiri, 1973 p37)

یعنی مغربی احباب کے لئے اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ مذہب کے معاملے میں عدم مداخلت کی پالیسی اپنائیں۔ اگرچہ اس آزادانہ پالیسی کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا لیکن ہندوستان جیسے ملک میں اس کے نہایت ہی برے نتائج برآمد ہوئے۔

ان الفاظ سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ علامہ اقبال اس خیال کا اظہار کر رہے ہیں کہ سلطنتِ برطانیہ کو ہندوستان میں مذہبی معاملات میں مداخلت ضرور کرنی چاہئے اور احمدیت کی ترقی کو روکنے کے لئے اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ **1947ء کے بعد تو احمدیت کے مخالفین اس بات کا پراپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ نعوذُ باللہ جماعتِ احمدیہ کو برطانوی حکومت نے اپنے مقاصد کے لئے کھڑا کیا تھا۔ جبکہ جب انگریز یہاں حکمران تھے تو اس بات پر ان سے شکوہ کیا جا رہا تھا کہ ان کی حکومت نے احمدیت کی ترقی کو روکنے کے لئے کوششیں کیوں نہیں کیں؟**

کیا مسیح موعود کی پیشگوئی ایک مجوسی نظریہ ہے؟

اس تحریر میں صرف احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس پیشگوئی کو جس کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور بیان فرمودہ پیشگوئیوں پر ہے سخت ترین الفاظ میں تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ علامہ اقبال لکھتے ہیں:

Even the phrase'Promised Messiah' is not a product of Muslim religious consciousness. It is a bastard expression and has its origin in pre-Islamic Magian outlook.

(Traitors of Islam) an analysis of Qadiani issue(, by Allama Muhammad Iqbal, compiled by Agha Shorish Kashmiri, 1973 p 35)

ترجمہ : مسیحِ موعود کی اصطلاح بھی اسلامی فکر کا نتیجہ نہیں ہے۔ یہ ایسی ناجائز اصطلاح ہے جس کی بنیاد قبل از اسلام مجوسی تصورات پر ہے۔

(اس پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ اناللہ وانا الیہ راجعون۔)

مسیحِ موعود کا مطلب صرف یہ ہے کہ ''وہ مسیح جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔'' آنے والے مسیح کے بارے میں کسی کے کوئی بھی عقائد ہوں کیا یہ حقیقت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بار بار آنے والے مسیح کے بارے میں پیشگوئی فرمائی تھی؟ احادیث کی معتبر ترین کتب میں یہ احادیث تواتر سے موجود ہیں۔ اور یہ دیکھنا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ نے کس تاکید اور زور سے یہ پیشگوئی فرمائی تھی۔ صرف ایک مثال درج کی جاتی ہے۔

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ نازل ہو گا تم میں ابن مریم حاکم عادل اور توڑنے والا صلیب کا اور مارے گا خنزیروں کو اور موقوف کر دے گا جزیہ کو اور لوگوں کو کثرت سے مال دے گا یہاں تک کہ کوئی اسے قبول نہ کرے گا۔''

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء، باب نزول عیسیٰ ابن مریم، جامع ترمذی۔ ابواب الفتن ۔ ماجاء فی نزول عیسیٰ ابن مریم)

ملاحظہ کیجیے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی قسم کے ساتھ بیان فرما رہے ہیں کہ ضرور وہ موعود مسیح آئے گا اور احمدیت کی دشمنی میں مسیح کی آمد کو ایک مجوسی تصور قرار دیا جا رہا ہے۔ اور ملاحظہ کریں کہ اسے ''Bastard Expression'' قرار دیا جا رہا ہے۔

اور اگر کوئی کج بحثی سے یہ اصرار کرے کہ اردو میں "مسیح موعود" کی اصطلاح کہاں استعمال ہوتی تھی؟ تو عرض یہ ہے کہ ان الفاظ میں بھی مسلمانوں کی تحریروں میں یہ اصطلاح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے قبل بکثرت استعمال ہوتی تھی۔ ہم سلسلہ احمدیہ کے مشہور مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کی تحریر سے ہی ایک مثال پیش کر دیتے ہیں۔ مولوی صاحب اشاعۃ السنہ میں براہینِ احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ (یاد رہے کہ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔)

''یہ الفاظ ہمارے اس بیان کے مصدّق ہیں کہ مؤلف کو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں بلکہ حضرت مسیح سے مشابہت کا ادّعا ہے۔ سو بھی نہ ظاہری وجسمانی اوصاف میں بلکہ روحانی اور تعلیمی وصف میں۔''

(اشاعۃ السنہ صفحہ 191 نمبر 7 جلد 7)

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے دعوے سے معاً قبل بھی یہ اصطلاح عام تھی جسے احمدیت کی مخالفت میں مجوسی اصطلاح قرار دیا گیا۔

علامہ اقبال کے مولوی حضرات اور صوفیاء کے بارے میں نظریات

علامہ اقبال کی ان تحریروں کا ایک حصہ ایسا ہے جس کے ذکر سے جماعتِ احمدیہ کے مخالفین ہمیشہ گریز کرتے ہیں۔ اسی تحریر میں علّامہ اقبال نے تحریر کیا ہے کہ مولوی اور صوفی عمداً ایسا پُراسرار ماحول پیدا کرتے ہیں تا کہ عوام کی جہالت اور تقلید کا ناجائز فائدہ اُٹھایا جا سکے۔ اور اگر انہیں اختیار ہوتا تو وہ ہندوستان میں ہر مولوی کے لئے لائسنس حاصل کرنا ضروری قرار دیتے۔ اور اتا ترک نے جو معاشرے سے مولوی کو نکال باہر کیا ہے اگر ابنِ تیمیہ اور شاہ ولی اللہؒ اسے دیکھ لیتے تو بہت خوش ہوتے۔ اور علامہ اقبال نے مشکوۃ کی ایک حدیث کا حوالہ دے کر اس خیال کا اظہار کیا کہ صرف ملک کے امیر یا اس کے مقرر کردہ لوگوں کا حق ہے کہ وہ عوام کو وعظ کریں۔

(Traitors of Islam) an analysis of Qadiani issue(, by Allama Muhammad Iqbal, compiled by Agha Shorish Kashmiri, 1973 p22,23)

مولوی صاحبان علامہ اقبال کی اس تحریر کا ذکر کبھی نہیں کرتے کیونکہ اس سے ان کی مولویت کی صف لپٹ جاتی ہے۔ اس لئے انہیں مجبوراً صرف جزوی حوالے پیش کرنے پڑتے ہیں۔ **علامہ اقبال کی انہی تحریروں میں جنہیں جماعتِ احمدیہ کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے، بزرگ صوفیاء پر بھی نامناسب اعتراض ان الفاظ میں کیا گیا تھا اور یہ الفاظ اس عدالتی فیصلہ کے صفحہ 119 پر درج ہیں۔** اقبال لکھتے ہیں:

"Nor will Islam tolerate any revival of mediaeval mysticism which has already robbed its followers of their healthy instincts and given them only obscure thinking in return."

ترجمہ: نہ ہی اسلام اب درمیانی صدیوں کے تصوف کو برداشت کر سکتا ہے جنہوں نے اس کے پیروکاروں کو صحت مندانہ رجحانات سے محروم کر دیا اور بدلے میں انہیں صرف مبہم خیالات دیئے۔

چونکہ جماعتِ احمدیہ کی طرف سے حضرت ابن عربی کی تحریر کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے۔ علامہ اقبال نے اس تحریر میں حضرت ابنِ عربی کے ان خیالات کو Psychologically Unsound یعنی نفسیاتی طور پر غیر صحت مندانہ قرار دے دیا۔ (عدالتی فیصلہ صفحہ 115)

کیا کسی وجود کی روحانی اتباع کی ضرورت نہیں؟

اس تحریر میں صرف صوفیاء جن میں حضرت ابن عربی جیسے بزرگ بھی شامل تھے پر تنقید کرنے پر اکتفا نہیں گئی بلکہ یہ اعلان بھی کیا گیا کہ اب اسلام کو کسی بزرگ کی روحانی راہنمائی کی بھی ضرورت نہیں۔ علامہ اقبال تحریر کرتے ہیں:

"Islam has already passed into the broad daylight of fresh thought and experienceand no saint or prophet can bring it back to the fogs of mediaeval mysticism……"

ترجمہ: اسلام اب جدید سوچ اور تجربات کی روشن خیالی میں داخل ہو چکا ہے۔ اب کوئی بزرگ یا نبی اسے قرون وسطیٰ کے تصوف کی دھند کی طرف واپس نہیں لے جا سکتا۔ (عدالتی فیصلہ صفحہ 119)

اگر صرف کسی نبی کی راہنمائی سے انکار کیا جاتا تو یہ سمجھا جا سکتا تھا کہ جماعتِ احمدیہ سے عقائد کے اختلافات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ لیکن یہاں تو یہ اظہار کیا جا رہا ہے کہ نہ کسی بزرگ کی راہنمائی کی گنجائش ہے اور نہ صوفیاء جیسے خیالات کی کوئی جگہ۔

اور ایک اور بات قابلِ توجہ ہے کہ 1934ء میں اسلام پر کون سا روشن دَور موجود تھا اور کس لحاظ سے مسلمانوں کی حالت قابلِ رشک تھی کہ اسے کسی بھی پہلو سے درمیانی صدیوں پر فوقیت حاصل ہوتی؟ یا اسے روشن دور قرار دیا جا سکتا۔ وہ سیاسی طور پر غلام تھے۔ آپس کے اختلافات نے مسلمانوں کا تماشہ بنایا ہوا تھا۔ مالی طور پر مقروض اور قلاش، عسکری طور پر صفر۔ علمی طور پر ہر لحاظ سے پسماندہ۔ اور پھر بھی اس دور کو ایسا قرار دیا جا رہا ہے کہ کسی بھی مصلح کی نہ کوئی ضرورت ہے اور نہ کوئی گنجائش۔

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
0092 47 6212515 ربوہ
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

جماعت احمدیہ مُسلمہ عالمگیر کی

خدمت دین و خدمت انسانیت کے مختلف میدانوں میں

عظیم الشان اور روز افزوں ترقیات اور الٰہی نصرت وتائید کے روشن نشانات سے معمور

خلافت خامسہ کے مبارک دَور کے پندرہ سال

(چند جھلکیاں اعداد و شمار کے آئینہ میں)

فضل الرحمان ناصر۔استاذ جامعہ احمدیہ یُوکے

قسط نمبر2

تحریک جدید کے مالی جہاد میں مالی قربانیوں اور شاملین میں اضافہ

2003ء میں جماعت احمدیہ کا تحریک جدید کا کُل چندہ 28لاکھ 12 ہزار پاؤنڈ ز تھا۔2004ء میں قریباً چار لاکھ کے اضافہ کے ساتھ 31لاکھ 60 ہزار ہو گیا۔2005ء میں مزید تین لاکھ سے زائد کے اضافہ کے ساتھ 34لاکھ 46 ہزار پاؤنڈز ہو گیا۔اور پھر ہر سال کئی لاکھ کے اضافوں کے ساتھ 2016ء میں یہ بجٹ کروڑوں میں داخل ہوا اور 2017ء میں ساری جماعت کو ایک کروڑ پچیس لاکھ اسّی ہزار پاؤنڈز تحریک جدید کی مد میں پیش کرنے کی توفیق ملی۔گویا خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں قریباً ایک کروڑ پاؤنڈز کا اضافہ ہوا۔

تحریک جدید کے مالی جہاد میں حصہ لینے والے جس اخلاص اور محبت سے یہ قربانیاں خدمت اسلام اور تمام دنیا میں اشاعت اسلام کے لئے پیش کرتے ہیں ان کی چند مثالیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے الفاظ میں درج ذیل ہیں۔ایک موقعہ پر فرمایا:

سوئٹزر لینڈ سے مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ ایک دوست جو کہ نیوشٹل جماعت کے صدر ہیں،نیشنل سیکرٹری تحریک جدید بھی ہیں ،انہوں نے بتایا کہ جب وہ سوئٹزرلینڈ آئے اور سیاسی پناہ کی درخواست کی تو جلد ہی متعلقہ ادارے نے ردّ کر دی۔اسی دوران تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان ہو گیا۔ان کے پاس اکاؤنٹ میں کُل ایک ہزار فرانک کی رقم تھی جو انہوں نے وکیل وغیرہ کے لئے رکھی ہوئی تھی لیکن تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان سن کر وہ ساری رقم خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے چندہ میں ادا کر دی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اصل نعم الوکیل تو وہ ہے ، وہی ہمارے ٹوٹے کام بنا دے گا۔چندے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان پر فضل کیا اور نہ صرف غیبی طور پر ان کی مدد کی بلکہ ان کی سیاسی پناہ کی درخواست منظور ہوئی اور اُن کو ملک کی شہریت بھی حاصل ہو گئی اور اُن کو کوئی وکیل وغیرہ بھی نہ کرنا پڑا۔

(خطبات مسرور جلد دہم صفحہ 669۔خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 9 نومبر 2012)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی۔ہر قوم سے نئے احمدی ہونے والے لوگ بھی مالی قربانی کی لذتوں سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کرغزستان کے ایک نواحمدی کی قربانی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

کرغزستان سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک کرغز دوست جومارٹ صاحب نے 2006ء میں بیعت کی تھی۔بہت ہی نیک فطرت نوجوان ہیں۔بیعت کے فوراً بعد ہمارے مبلغ نے چندے کے بارے میں سمجھانے کے لئے ازراہ مزاح کہا کہ دوسرے لوگ تو اپنی جماعت میں داخل کرنے کے لئے پیسے دیتے ہیں ،جبکہ ہماری جماعت میں داخل ہو تو ہم اس سے پیسے لیتے ہیں۔جس پر انہوں نے کہ ماہانہ تین سو کرغیز چندہ عام ادا کیا کروں گا۔کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے چار سو کر دیئے۔پھر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد آٹھ سو کر دیئے۔پھر کچھ مدت کے بعد خود ہی بغیر کسی کے کہنے کے ایک ہزار سُم ماہانہ ادا کرنا شروع کر دیا۔جب تحریک جدید کا وعدہ لکھنے لگے تو اُن کو بیعت کئے ہوئے چند دن ہی ہوئے تھے ،انہوں نے ایک ہزار سُم لکھوائے۔یہ رقم اُن کی مالی حالت کے لحاظ سے زیادہ تھی۔اُن کو سمجھایا گیا کہ ابھی چھوٹی رقم لکھوا دیں پھر آہستہ آہستہ اس میں اضافہ کرتے رہنا۔خیر اس طرح بہت بحث تمحیص کے بعد پھر انہوں نے اس کو کم کیا۔

(خطبات مسرور جلد دہم صفحہ 700 خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 9 نومبر 2012)

مخلص احمدی راہ مولا میں مالی قربانی کے لئے بھی منفرد اور اچھوتے انداز اپناتے ہیں اور پھر ان مالی قربانیوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ بھی عجیب عجیب رنگ میں اپنے بندوں سے پیار کا سلوک فرماتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئرلینڈ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

آئرلینڈ کے صدر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک جوڑے نے فیصلہ کیا کہ جب ان کی اولاد ہو گی تو وہ اپنی اولاد کو وقف کریں گے۔انہوں نے اپنی اولاد کے لئے نام بھی سوچ لئے لیکن اُن کی اہلیہ اُس وقت تک امید سے نہ تھیں۔چند روز بعد انہوں نے تحریک جدید اور وقف جدید کے لئے دونوں بچوں کے نام چندہ کی رسیدیں کٹوا دیں جس میں ایک لڑکی اور ایک لڑکا تھا۔خدا تعالیٰ نے ان کی قربانی کا صلہ اس طرح دیا کہ چند ہفتوں کے بعد اُنہیں پتہ چلا کہ ان کی اہلیہ امید سے ہیں اور اُن کے ہاں جڑواں بچے پیدا ہوں گے۔چنانچہ خدا تعالیٰ نے اُنہیں صحت مند جڑواں بچوں سے نوازا اور میاں بیوی کا پختہ ایمان ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے جڑواں بچوں سے اس لئے نوازا کہ انہوں نے بچوں کا چندہ ادا کیا تھا۔(خطبات مسرور جلد دہم صفحہ 700 خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 9 نومبر 2012ء)

ایک موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

سیرالیون سے ہمارے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ یہاں ایک جماعت پیمبارہ ہے۔جہاں ایک نابینا عورت رہتی ہیں۔جنہوں نے تحریک جدید کے چندے کا وعدہ دو ہزار لیون لکھوایا۔چندہ کے حصول کے لئے جب ان کے پاس گئے تو کہنے لگیں کہ مجھے چندے کی ادائیگی کی پہلے فکر ہو رہی تھی مگر نابینا ہونے کی وجہ سے میرا ذریعہ آمدنی اتنا نہیں کہ میں کوئی چندہ ادا کر سکتی۔دو ہزار لیون چندہ دینا میرے لئے بہت مشکل ہے۔لیکن انہوں نے کہا کہ بہر حال میں نے وعدہ کیا ہے میں ادا کروں گی۔چندہ دینے کے لئے انہوں نے ارادہ کیا کہ اپنی ایک غیر احمدی بہن سے ادھار رقم لے لیں۔لیکن بہن نے انکار کر دیا کہ تم نابینا ہو تمہارے پاس ذرائع بھی ایسے نہیں ہیں پتہ نہیں مجھے واپس کر سکو گی یا نہیں۔اس پر وہ نابینا عورت بڑی فکر مند ہوئیں اور جو سیکرٹری تحریک جدید یا مال چندہ لینے گئے تھے انہیں کہنے لگیں کہ کچھ دیر ٹھہر کے واپس آئیں۔چنانچہ وہ دعا میں مصروف ہو گئیں۔اسی دوران ایک اجنبی شخص گاؤں میں آیا اور ان کے پاس سے گزرا۔گھر کے باہر بیٹھی ہوئی تھیں۔تو انہوں نے اس آدمی کو آواز دی۔اس سے کہنے لگیں کہ میرے پاس اس وقت ایک سر پر لینے والا کپڑا ہے وہ دو ہزار لیون میں تم خرید لو۔یہ کہتے ہیں کہ حالانکہ وہ کپڑا دس سے پندرہ ہزار لیون کا تھا۔اس آدمی نے حیران ہو کر پوچھا کہ اتنا سستا کیوں بیچ رہی ہو۔اس پر اس خاتون نے بتایا کہ میں نے چندہ تحریک جدید ادا کرنا ہے اور میرے پاس اس وقت رقم نہیں ہے۔اس اجنبی نے وہ کپڑا خرید لیا اور دو ہزار لیون نابینا عورت کو دے دیئے۔شریف آدمی تھا اور بعد میں وہ کپڑا بھی واپس کر دیا اور کہا یہ میری طرف سے آپ رکھ لیں۔

تو یہ افریقہ کے دور دراز علاقے میں رہنے والی ایک اَن پڑھ نابینا خاتون کا یہ اخلاص ہے۔یقیناً یہ اخلاص اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا کردہ ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 9 نومبر 2015)

مالی قربانیوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی والدین نہ صرف خود حصہ لیتے ہیں بلکہ اپنے بچوں کو بھی بڑے شوق سے شامل کرتے ہیں۔بلکہ جو والدین اللہ تعالیٰ سے بچوں کے لئے دعا کر رہے ہیں ہوتے ہیں وہ ان کی پیدائش سے قبل ہی ان کی طرف سے چندے دینے شروع کر دیتے ہیں۔اس کی ایک دلچسپ مثال بیان کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جو نئے بچے ہیں ان کو بھی ماں باپ شامل کرنے کی کوشش کریں۔اس مالی قربانی میں شامل کریں۔اور خاص طور پر واقفین نو بچے تو ضرور، بلکہ ہر پیدا ہونے والا بچہ اس میں شامل ہونا چاہئے۔بلکہ بعض احمدیوں کا ایمان تو اس سے بھی تازہ ہوتا ہے کہ کسی کے اولاد نہیں ہوتی تھی تو انہوں نے تحریک جدید میں اپنے بچوں کے نام پر بھی چندہ دینا شروع کر دیا۔100 روپے بچے کے حساب سے 400 روپے دینے شروع کر دیئے (پاکستان کی بات ہے) اور اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ کچھ عرصے کے بعد ان کے ہاں اولاد کی امید پیدا ہوئی اور اب چار بچے ہو گئے۔جتنے بچوں کا چندہ دیتے تھے اتنے بچے اللہ تعالیٰ نے دے دیئے۔اللہ تعالیٰ بعض دفعہ فوری طور پر نظارے دکھا دیتا ہے۔جیسا کہ میں نے کہا ہے چاہے بچوں کی طرف سے معمولی رقم ہی دیں لیکن اخلاص سے دی ہوئی یہ معمولی رقم بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے بڑا اجر پانے والی ہوتی ہے۔اور جماعت میں اللہ تعالیٰ بہت سوں کو یہ نظارے دکھاتا ہے۔اور پھر اسی چندے کی وجہ سے،ان برکتوں کی وجہ سے پھر آپ کے گھر برکتوں سے بھرتے چلے جائیں گے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 19 نومبر 2004ء)

2014ء میں تحریک جدید کے نئے سال کے اعلان کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بعض یورپین ملکوں میں تحریک جدید کی مالی قربانی میں حصہ لینے والوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

سوئٹزرلینڈ سے مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ بیٹم ریڈزیپی (Betim Redzepi) صاحب ہمارے ایک مقدونین نژاد سوئس ہیں۔پچھلے سال انہوں نے اکتوبر میں بیعت کی تھی۔تحریک جدید کے سال ختم ہونے میں صرف پانچ دن باقی تھے۔جماعت میں داخل ہوتے ہی انہوں نے ایک ہزار سوئس فرانک کی غیر معمولی رقم بغیر وعدے کے تحریک جدید میں ادا کر دی اور اگلے سال کا وعدہ بھی ایک ہزار لکھوا دیا۔پھر دوران سال جب انہیں مالی قربانی کی اہمیت کا پتہ چلا تو انہوں نے اپنا وعدہ دوگنا کر دیا اور تحریک جدید کے ساتھ ساتھ وقف جدید میں بھی دو ہزار فرانک کا وعدہ لکھوا دیا۔موصوف جس کمپنی میں کام کرتے ہیں اس نے انہیں ایک ایسے کورس کی آفر کر دی جو بہت مہنگا ہوتا ہے۔یہ کمپنی بالعموم صرف ان ملازمین کو ہی کورس کرواتی ہے جن کے پاس تجربہ ہو اور جن کی عمر 35 سال سے زائد ہو۔اور بہت سے لوگ یہ کورس کرنے کی خواہش رکھتے ہیں لیکن انہیں یہ موقع نہیں ملتا۔وہ کہتے ہیں کہ میری عمر تیئس سال ہے اور میں نے اس کورس کے بارے میں سوچا بھی نہ تھا لیکن کمپنی نے خود مجھے یہ کورس کروانے کی آفر کر دی۔یقیناً یہ مالی قربانی کی برکت کا پھل ہے جو اللہ

تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا کہ:

پس یہ جو یورپ میں بھی نئے آنے والے ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ اس طرح اپنی ہستی کا یقین دلاتا ہے۔

اسی طرح ایک مقدونین سوئس احمدی بیکم (Bekim) صاحب ہیں۔ کہتے ہیں مَیں جس کمپنی میں کام کرتا ہوں اس کا مالک بہت بخیل اور تنگدل انسان ہے۔ کسی کو پیسے دینا اس کے لئے بہت مشکل ہے۔ ورکرز (Workers) کو بہت تھوڑی تنخواہ دیتا ہے اور ورکر اکثر تنخواہ بڑھانے کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں اور یا تو وہ مطالبات نظر انداز کر دیتا ہے یا ٹال مٹول سے کام لیتا ہے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ اس مالک نے مجھے اپنے دفتر بلایا اور کہا کہ مَیں تمہاری تنخواہ بڑھانا چاہتا ہوں۔ اس پر میں نے حیران ہو کر پوچھا کہ آپ تو اس معاملے میں بڑا سخت رویّہ رکھتے ہیں۔ پھر آپ نے از خود میری تنخواہ بڑھانے کا کیوں سوچا ہے۔ اس پر مالک کہنے لگا مجھے نہیں علم لیکن یہ بات میرے دل میں بڑے زور سے آئی ہے اور کافی عرصے سے مَیں نے تمہاری تنخواہ نہیں بڑھائی۔ اس لئے مجھے تمہاری تنخواہ میں اضافہ کر دینا چاہئے۔ یہ کہتے ہیں کہ بغیر کسی ظاہری وجہ کے میری تنخواہ میں اضافہ ہو گیا۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف اور صرف مالی قربانی کا نتیجہ ہے۔

یہاں نصیر دین صاحب لندن کے ریجنل امیر ہیں۔ یہ ایک دوست کا واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک احمدی دوست نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ سے بہت دعا کی کہ چندہ تحریک جدید کے سلسلے میں میری مدد فرما۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خیال میرے دل میں ڈالا گیا کہ دفتر جاتے ہوئے ٹرین پر جانے کی بجائے بس پر سفر کیا کروں۔ اس طرح مجھے مفت سفر کی سہولت ملے گی اور کافی بچت بھی ہو جائے گی۔ بس میں سفر کرنے میں اگرچہ نصف گھنٹہ زیادہ لگتا ہے لیکن میں نے فوری طور پر اس کے مطابق عمل شروع کر دیا۔ اس طرح روزانہ دو پاؤنڈ کی بچت ہونے لگی اور سال بھر میں وہ ایسا کرتے رہے اور کُل چار سو پاؤنڈ کی بچت ہوئی جو تحریک جدید میں چندہ ادا کر دیا تو اس طرح بھی لوگ سوچتے ہیں۔

یہیں لندن میں ہی ایک صاحب کے گھر ڈکیتی ہوئی۔ سارا گھر کا مال لوٹ لیا گیا۔ لیکن ایک ہزار پاؤنڈ جو انہوں نے چندہ تحریک جدید کے لئے رکھا ہوا تھا وہ محفوظ رہا۔ وہ انہوں نے آ کر ادا کر دیا کہ یہ کیونکہ چندے کی رقم تھی جو چوری ہونے سے بچ گئی اس لئے مَیں پیش کر رہا ہوں۔

اسی طرح آسٹریلیا کے مشنری انچارج صاحب لکھتے ہیں کہ گزشتہ دنوں خدام الاحمدیہ کا اجتماع تھا وہاں میں نے خدام اطفال کو تحریک جدید کی طرف توجہ دلائی۔ اطفال کو وہاں واؤچرز کی صورت میں انعامات بھی دیئے گئے۔ تو ارسلان اور عاطف اور کامران یہ تین اطفال قابل ذکر ہیں۔ ان کو 89 ڈالر کے واؤچر انعام ملے۔ کہتے ہیں کہ تحریک کے بعد ان اطفال نے اپنے جیب خرچ میں سے گیارہ ڈالر کی مزید رقم ملا کے سو ڈالر بنا کر فوری طور پر تحریک جدید میں ادا کر دیئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 07/نومبر 2014)

اس طرح کی مالی قربانی میں حصہ لینے والوں اور ان پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے دنیا بھر کے مختلف ملکوں میں ہر سال نظر آتے ہیں۔ اس کی چند مثالیں بیان کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک دفعہ کینیڈا میں خطبہ جمعہ میں فرمایا:

اسی طرح پاکستان سے نائب وکیل المال لکھتے ہیں کہ سیالکوٹ کے ایک خادم کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ پندرہ ہزار روپیہ ان کا وعدہ تھا جو میں نے انہیں کہا کہ پندرہ ہزار سے بڑھا کر ایک لاکھ کر دیں تو انہوں نے ایک لاکھ روپیہ کر دیا۔ انہوں نے جوتے ایکسپورٹ کرنے کا کاروبار شروع کیا اور کہتے ہیں شروع میں پانچ ہزار چندہ دیتے تھے۔ پھر دس ہزار دیا۔ پھر آگے بڑھایا۔ پندرہ ہزار سے بڑھایا، لاکھ کیا۔ اب وہ کہتے ہیں چندوں کی برکت سے جس فیکٹری کو انہوں نے کرائے پر لیا ہوا تھا وہ فیکٹری انہوں نے خرید لی اور کاروبار بھی اچھا ہو گیا۔

اسی طرح انڈونیشیا سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ وہاں کے ایک شخص نے کہا کہ اگر میرے پاس موٹر سائیکل ہو تو مجھے اپنے بیٹے کے ساتھ جمعہ پڑھنے کے لئے آسانی ہو جائے گی تو ہمارے مبلغ نے انہیں کہا کہ دعا کریں اور چندوں میں باقاعدگی اختیار کریں۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا اور فیملی کا تحریک جدید کا چندہ دینا شروع کر دیا۔ کہتے ہیں تھوڑے عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور موٹر سائیکل خریدنے کی توفیق مل گئی۔ اب اس گھر میں ایک کی بجائے تین موٹر سائیکل ہیں۔ وصیت انہوں نے کر لی ہے اور آمدنی ان کی بڑھ گئی ہے۔

یہاں کینیڈا میں بھی بعض لوگ ایسے ہیں جن کے متعلق امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ہزار ڈالر چندہ تھا جو بڑھا کے پانچ ہزار کا وعدہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ادا بھی کر دیا۔ اس لئے شروع میں ہی ادا کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹا جائے اور مسجد کے لئے بھی انہوں نے بیس ہزار ڈالر کی ادائیگی کی۔ اسی طرح بعض یہاں بھی ایمان افروز واقعات ہیں۔ کینیڈا کی ایک خاتون کہتی ہیں کہ میرا وعدہ ایک ہزار ڈالر کا تھا۔ پیسے نہیں تھے۔ شام کو خاوند کا فون آیا کہ فلاں شخص نے پیسے دیئے ہیں، چیک دیا ہے۔ تو مَیں نے کہا کہ ایک ہزار ڈالر کا چیک ہوگا۔ اس نے کہا تمہیں کس طرح پتہ ہے؟ مَیں نے کہا اس لئے کہ مجھے فکر تھی کہ میں نے تحریک جدید کا چندہ ادا کرنا تھا اور ایک ہزار ڈالرز ادا کرنا تھا اور مجھے خیال ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام کیا ہے تو اتنی ہی رقم ہوگی۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 11/نومبر 2016)

تحریک جدید کی مالی قربانی اور تعداد شاملین میں ہر سال اضافہ کی تفصیل

سال	سالانہ ادائیگی	گزشتہ سال سے اضافہ	تعداد شاملین
2003ء میں	اٹھائیس لاکھ بارہ ہزار پاؤنڈز	تین لاکھ ساٹھ ہزار پاؤنڈز	تین لاکھ 84 ہزار سے زائد افراد
2004ء میں	31 لاکھ 60 ہزار پاؤنڈز	تین لاکھ 48 ہزار پاؤنڈز	چار لاکھ اٹھارہ سے زیادہ افراد
2005ء میں	34 لاکھ 46 ہزار پاؤنڈز	تین لاکھ 18 ہزار پاؤنڈز	چار لاکھ بیالیس ہزار افراد
2006ء میں	35 لاکھ 5 ہزار پاؤنڈز	59 ہزار پاؤنڈز	4 لاکھ 87 ہزار افراد
2007ء میں	36 لاکھ 12 ہزار پاؤنڈز	ایک لاکھ سات ہزار پاؤنڈز	4 لاکھ 68 ہزار افراد
2008ء میں	41 لاکھ 2 ہزار 796 پاؤنڈز	5 لاکھ پاؤنڈز	5 لاکھ سے زائد افراد
2009ء میں	49 لاکھ 53 ہزار 800 پاؤنڈز	8 لاکھ 50 ہزار پاؤنڈ	5 لاکھ 93 ہزار
2010ء میں	54 لاکھ 68 ہزار 500 پاؤنڈز	5 لاکھ 22 ہزار پاؤنڈز	6 لاکھ بائیس ہزار سے زائد
2011ء میں	66 لاکھ 31 ہزار پاؤنڈز	11 لاکھ 62 ہزار پاؤنڈز	ایک لاکھ نو ہزار سے زائد نئے شامل ہوئے کل شاملین کی تعداد سات لاکھ افراد سے زائد
2012ء میں	72 لاکھ 15 ہزار 700 پاؤنڈز	5 لاکھ 84 ہزار 700 پاؤنڈز	شاملین کی تعداد میں ڈیڑھ لاکھ سے زائد کا اضافہ کل شاملین کی تعداد قریباً نو لاکھ سے زائد
2013ء میں	7869100 پاؤنڈز	تقریباً ساڑھے چھ لاکھ پاؤنڈز	
2014ء میں	84 لاکھ 70 ہزار 800 پاؤنڈز	قریباً سات لاکھ پاؤنڈز	
2015ء میں	92 لاکھ 17 ہزار 800 پاؤنڈز	سات لاکھ سینتالیس ہزار پاؤنڈز	13 لاکھ 11 ہزار شاملین
2016ء میں	ایک کروڑ 9 لاکھ 33 ہزار پاؤنڈز	سترہ لاکھ سترہ ہزار پاؤنڈز	گزشتہ شاملین سے نوّے ہزار کا اضافہ
2017ء میں	ایک کروڑ پچیس لاکھ اسی ہزار پاؤنڈز	15 لاکھ 24 ہزار پاؤنڈز	سولہ لاکھ سے زائد

وقف جدید کی مالی قربانی اور شاملین کی تعداد میں اضافہ

وقف جدید کے مالی جہاد میں 2003ء میں ایک سو گیارہ ممالک کے تین لاکھ اسّی ہزار افراد نے 15 لاکھ پاؤنڈز کی قربانی کی تھی۔ 2017ء کے مالی سال میں اس بابرکت سکیم میں حصہ لینے والوں کی تعداد تین لاکھ سے تجاوز کر کے سولہ لاکھ افراد ہو گئی اور ادائیگی پندرہ لاکھ سے بڑھ کر 88 لاکھ 66 ہزار پاؤنڈز ہو گئی۔

وقف جدید کے اس مالی جہاد میں حصہ لینے والوں میں ان کی پیش کردہ قربانیوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ مالی قربانی کرنے والوں کے اموال اور نفوس میں بھی غیر معمولی برکتیں عطا فرما رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقف جدید کی مالی قربانیاں کرنے والوں کے ایمان اور اخلاص کے بعض واقعات بیان کرتے ہوئے 2012ء میں ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا:

ازدیاد ایمان کے لئے آجکل کی قربانیوں کے بھی چند واقعات میں پیش کرتا ہوں۔

یہ پہلا واقعہ میں نے انڈیا کے ناظم مال صاحب کی وقف جدید کی رپورٹ سے لیا ہے۔ کہتے ہیں خاکسار اور انسپکٹر وقف جدید بجٹ بنانے کے سلسلے میں جماعت کیرولائی، کیرالہ میں دورے پر گئے۔ جب وہاں پہنچے تو ایک مخلص دوست سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا میں نے ابھی ابھی فرنیچر کا نیا کاروبار شروع کیا ہے۔ میرا نئے سال کا وعدہ وقف جدید چار لاکھ روپے لکھ لیں۔ اس کے علاوہ اس بزنس سے جو بھی مجھے منافع ہوگا، علاوہ اور چندوں کے اس کا بھی دس فیصد میں چندہ وقفِ جدید مزید ادا کروں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا، ان کا بزنس چل پڑا۔ انہوں نے اپنی بیوی کو ہدایت کی تھی کہ روز کی کمائی سے چندہ جات کا، جتنے بھی چندے ہیں اُن کا الگ حساب نکال کر رکھ لیں۔ اور سال بھر کا جب حساب کیا گیا تو ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ وقف جدید کا نکلا جو انہوں نے ادا کر دیا اور آئندہ سال کے لئے کہا کہ آئندہ سال میں دس فیصد کی بجائے منافع کا جو پچیس فیصد ہے وہ چندوں میں ادا کروں گا۔

پھر ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

پھر انڈیا سے ہی وقفِ جدید کے انسپکٹر صاحب بیان کرتے ہیں کہ مارچ 2011ء میں خاکسار جماعت احمدیہ بتھاری تشخیص بجٹ وقفِ جدید کے لئے پہنچا جہاں ایک خاتون کو جب تحریک کی اور احمدی اور مسلمان مستورات کی جانی اور مالی قربانیوں کے بارے واقعات سنائے تو انہوں نے اپنی ایک ماہ کی تنخواہ کے برابر وعدہ لکھوا دیا۔ اور وہ معمولی ٹیچر تھی، کوئی ایسی خاص آمدنی نہیں تھی کہ گزارہ بہت اچھا ہوتا ہو۔ پانچ ہزار روپیہ اُن کی تنخواہ تھی جو انہوں نے لکھوائی۔ کہتے ہیں میں پھر دوسری جگہ پہنچا جہاں اُس خاتون کے والد رہتے تھے۔ وہ صدر جماعت بھی تھے تو اُن کو بتایا گیا کہ آپ کی بیٹی نے بڑی قربانی کی ہے۔ اس پر وہ خوشی سے رو پڑے اور اپنی بیٹی کو بلایا اور اس کو کہا کہ تمہاری بہن نے یہ قربانی دی ہے۔ تم اُس سے بڑی ہو تم کیا کہتی ہو۔ تو اُس نے فوراً اُس وعدے پر ایک ہزار روپیہ بڑھا کر اپنا وعدہ لکھوا دیا کہ میں بڑی ہوں اس لئے زیادہ دوں گی۔

(خطبات مسرور جلد دہم صفحہ 6 خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 6 جنوری 2012ء)

پھر ایک اور موقعہ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا

پھر مشرقی افریقہ کے ایک ملک تنزانیہ میں رہنے والی ایک بیوہ خاتون کی مثال ہے جس کے بارے میں تنزانیہ کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ اَرِنگا ٹاؤن کے معلم صاحب ایک بیوہ خاتون امینہ کے پاس چندہ وقف جدید کی ادائیگی کے لئے گئے تو انہوں نے بڑے افسردہ دل سے کہا کہ اس وقت پاس کچھ نہیں مگر جونہی کہیں سے انتظام ہوا تو مَیں لے کر خود حاضر ہو جاؤں گی۔ معلم صاحب ابھی گھر بھی نہیں پہنچے تھے کہ وہ خاتون دس ہزار شلنگ لے کر حاضر ہوئی اور بتایا کہ یہ رقم کہیں سے آئی تھی تو سوچا کہ آپ کو دے آؤں۔ پہلے چندہ ادا کر دوں۔ اپنے خرچ بعد میں پورے کروں گی۔ کہنے لگیں میرا وعدہ پچیس ہزار کا ہے باقی پندرہ ہزار بھی جونہی مجھے ملے میں لے کے آجاؤں گی۔ چنانچہ دس منٹ کے بعد وہ دوبارہ رقم لے کر آ گئیں اور انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا سلوک دیکھیں کہ مَیں دس ہزار جو اس کی راہ میں دے کر گئی تھی ابھی گھر بھی نہیں پہنچی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پینتیس ہزار بھجوا دیئے اور جس میں سے پندرہ ہزار بقایا چندہ ادا کرنے کے بعد بھی میرے پاس بیس ہزار بچ جاتے ہیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور چندے کی برکت ہے اور اس طرح ان کا ایمان بڑھا۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 06 جنوری 2017)

خلیفہ وقت سے تعلق اور خطبہ کا اثر لوگوں پر کس طرح پڑتا ہے اور پھر قربانی کی طرف کس طرح توجہ پیدا ہوتی ہے اس کی ایک مثال بیان کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا

مغربی افریقہ کے ملک برکینا فاسو کے بعض نوجوانوں کی ہے۔ دیکھیں ابھی احمدی ہوئے ان کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا لیکن معیار کیا ہیں؟ امین بلوچ صاحب وہاں مربی ہیں۔ لکھتے ہیں کہ 30/دسمبر 2016ء کو جب گزشتہ

سال کا آخری خطبہ تھا۔ اور نئے سال کے آغاز کے حوالے سے جو خطبہ مَیں نے دیا تھا اسے سن کر وہاں کے بنفورا ریجن میں بعض نوجوان جو ابھی نئے احمدی ہوئے ہیں اور بعض پرانے بھی خطبہ کے فوراً بعد گھر گئے اور جو کچھ نئے سال کی تقریبات کے لئے جمع کیا ہوا تھا وہ لا کر وقف جدید میں دے دیا اور کہا کہ چونکہ خلیفہ وقت نے ہمیں نئے سال منانے کا طریق بتا دیا ہے اس لئے ہم یہ رقم چندہ میں دیتے ہیں اور رات کو تہجد ادا کر کے نیا سال منائیں گے۔ اس طرح اس دن انہوں نے تقریباً چھہتّر ہزار فرانک سیفا چندہ دیا۔

پھر مغربی افریقہ کے ہی ایک ملک آئیوری کوسٹ کے ایک چھوٹے سے گاؤں کی نئی جماعت کے لوگوں کی قربانی کی مثال بیان کرتے ہوئے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

''بواکے'' ریجن کے معلم مامادو (Mamadou) صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے ریجن کے ایک گاؤں نیاووگو (Niavogo) کے لوگ اسی سال جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ ایک سال ہوا ہے ابھی۔ کہتے ہیں میں نے ان نومبایعین کو وقف جدید میں شمولیت اور جلسہ سالانہ میں شمولیت کی تحریک کی۔ ان نومبایعین کو بتایا کہ خلیفۂ وقت نے یہ کہا ہے کہ تمام احمدی وقف جدید اور تحریک جدید میں شامل ہوں۔ کہتے ہیں کہ میرا خیال تھا کہ شاید کچھ لوگ تھوڑا سا چندہ ادا کر دیں کیونکہ وہاں غربت بہت زیادہ ہے۔ لیکن صورتحال اس کے بالکل برعکس نکلی۔ اس گاؤں کے تقریباً ہر فرد نے اپنا چندہ وقف جدید ادا کیا بلکہ ایک دوست نے نہ صرف چندہ وقف جدید ادا کیا بلکہ چھ سو کلومیٹر سفر کر کے جلسہ سالانہ میں شرکت بھی کی اور آبی جان آئے۔

وقف جدید کی مالی قربانی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کس طرح نوازتا ہے اور ان کے ایمان میں اضافہ کرتا ہے۔ اس کی بے شمار مثالوں میں سے چند مثالیں بیان کرتے ہوئے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

پھر قربانی کی ایک مثال اور اللہ تعالیٰ کا سلوک دیکھیں۔ تنزانیہ سے یوسف عثمان صاحب مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک احمدی بھائی پاؤں سے معذور ہیں۔ اس معذوری کی وجہ سے کوئی کام وغیرہ نہیں کر سکتے۔ تنزانیہ کے ہر علاقے میں ابھی تک بجلی کی سہولت مہیا نہیں ہے۔ اس لئے بعض لوگ چھوٹے چھوٹے سولر پینل لے کر اپنے گھر پر ایک آدھ بلب جلانے کا انتظام کرتے ہیں۔ ہمارے یہ احمدی بھائی بھی چھوٹا سا سولر پینل لے کر لوگوں کے موبائل چارج کر کے گزارہ کرتے ہیں اور جو بھی تھوڑی بہت آمدن ہو اس کے مطابق باقاعدگی سے چندہ ادا کرتے ہیں۔ ایک دن ہمارے معلم نے انہیں چندہ ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی تو کہنے لگے کہ مجھے گزشتہ دو دن میں دو ہزار شلنگ آمدن ہوئی ہے۔ مَیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں یہی ادا کر دیتا ہوں۔ معلم صاحب نے انہیں کہا کہ اگر آپ یہ سب رقم چندے کے طور پر ادا کر دیں گے تو گھر میں بچوں کو کیا کھلائیں گے؟ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ رزاق ہے وہ خود ہی انتظام کر دے گا۔ چنانچہ معلم صاحب کہتے ہیں کہ ابھی میں نے یہ رسید کاٹی ہی تھی کہ بہت سارے لوگ ان کے پاس موبائل چارج کروانے کے لئے آئے اور انہیں اس سے زیادہ آمدن ہوئی جتنا انہوں نے چندہ ادا کیا تھا۔ اس پر احمدی بھائی نے معلم صاحب سے کہا کہ آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے چندہ ادا کرنے میں کتنی برکت عطا کی ہے کہ اِس وقت اُس سے بڑھ کر رقم لوٹا دی ہے۔

تنزانیہ کے ریجن شیانگا کی ایک جماعت کے ایک دوست کے بیٹے کو شدید ملیریا لاحق ہو گیا اور ان کی جیب میں علاج کے لئے صرف پندرہ سو شلنگ تھے۔ سیکرٹری مال ان کے گھر گئے اور چندے کی طرف توجہ دلائی تو انہوں نے فوراً جیب سے وہی رقم نکال کے سیکرٹری مال کو دے دی۔ یہ دوست کہتے ہیں کہ پہلے تو مجھے خیال آیا کہ بیٹے کی دوائی کے پیسے کہاں سے آئیں گے۔ لیکن پھر میں نے کہا کہ اللہ کی راہ میں دیا ہے تو اللہ تعالیٰ خود ہی انتظام کر دے گا۔ چنانچہ کچھ ہی دیر بعد دوسرے شہر سے ان کے بڑے بیٹے نے فون کیا کہ میں اسّی ہزار شلنگ بھیج رہا ہوں اور یہ پیسے اسی دن ان کو مل گئے۔ بچے کا علاج بھی ہو گیا۔ دوسرے کام بھی ہو گئے اور ان کی ضروریات پوری ہو گئیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے کئی گنا بڑھ کے مجھے عطا کر دیا اور اب یہ واقعہ وہ دوسروں کو بھی اور وہاں کے مقامی لوگوں کو جو احمدی ہیں سناتے ہیں اور چندے کی اہمیت ان پہ واضح کرتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 06 جنوری 2017)

اخلاص و وفا کے بے شمار واقعات ہیں جو ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے مختلف ملکوں اور قوموں میں نظر آتے ہیں۔ 2018ء میں وقف جدید کے نئے سال کے اعلان کرتے وقت حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

برکینا فاسو کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ودگو ریجن میں ہماری ایک جماعت کاری (Kari) ہے وہاں اس کے قریب حکومت زمین میں فائبر آپٹک (Fibre Optic) تار بچھا رہی ہے تو کاری جماعت کے بعض خدام نے ٹھیکیدار سے بات کی کہ وہ ان کو ایک کلومیٹر کی کھدائی کا کام دے دے۔ چنانچہ کام ملنے پر جماعت کے خدام نے مل کر کھدائی کا کام کیا اور اس کے عوض ملنے والی ایک ملین فرانک سیفا کی رقم جو تقریباً بارہ سو پچاس پاؤنڈ بنتے ہیں وقف جدید کے چندہ میں ادا کر دی۔ پس یہ جذبہ ہے کہ، جیسا کہ میں نے کہا، آج جماعت احمدیہ کے علاوہ اور کہیں نظر نہیں آتا۔ (خطبہ جمعہ 5 جنوری 2018)

وقف جدید کی مالی قربانی اور تعداد شاملین میں ہر سال اضافہ کی تفصیل

سال	سالانہ ادائیگی	گزشتہ سال سے اضافہ	تعداد شاملین
2003ء میں	18لاکھ 80ہزار پاؤنڈز	3لاکھ 70ہزار پاؤنڈز	3لاکھ 80ہزار
2004ء میں	19لاکھ 76ہزار پاؤنڈز	ایک لاکھ پاؤنڈز	4لاکھ 15ہزار افراد
2005ء میں	21لاکھ 42ہزار پاؤنڈز	دو لاکھ پاؤنڈز	4لاکھ 66ہزار افراد
2006ء میں	22لاکھ 25ہزار پاؤنڈز	83ہزار پاؤنڈز	4لاکھ 92ہزار افراد
2007ء میں	24لاکھ 27ہزار پاؤنڈز	2لاکھ پاؤنڈز	5لاکھ 10ہزار افراد
2008ء میں	31لاکھ 75ہزار پاؤنڈز	ساڑھے سات لاکھ پاؤنڈز	5لاکھ 37ہزار افراد
2009ء میں	35لاکھ 21ہزار پاؤنڈز	3لاکھ 45ہزار پاؤنڈز	5لاکھ 73ہزار سے زائد
2010ء میں	41لاکھ 83ہزار پاؤنڈز	6لاکھ 64ہزار پاؤنڈز	6لاکھ سے زائد
2011ء میں	46لاکھ 93ہزار پاؤنڈز	5لاکھ 10ہزار پاؤنڈز	6لاکھ 90ہزار سے زائد
2012ء میں	50لاکھ 10ہزار پاؤنڈز	3لاکھ 17ہزار پاؤنڈز	دس لاکھ 13ہزار ایک سو بارہ
2013ء میں	54لاکھ 84ہزار پاؤنڈز	4لاکھ 66ہزار پاؤنڈز	دس لاکھ چوالیس ہزار سات سو بیس
2014ء میں	62لاکھ 9ہزار پاؤنڈز	سات لاکھ 31ہزار پاؤنڈز	گزشتہ سال سے پچاسی ہزار کا اضافہ
2015ء میں	68لاکھ 91ہزار پاؤنڈز	6لاکھ 82ہزار پاؤنڈز	بارہ لاکھ سے زائد افراد شامل ہوئے
2016ء میں	80لاکھ بیس ہزار پاؤنڈز	11لاکھ 19ہزار پاؤنڈز	تیرہ لاکھ چالیس ہزار
2017ء میں	88لاکھ 62ہزار پاؤنڈز	8لاکھ 42ہزار پاؤنڈز	سولہ لاکھ سے زائد

نظام وصیت میں شامل ہونے والوں میں غیر معمولی اضافہ

حیرت انگیز مالی قربانیوں کی عکاسی کرنے والا ایک وہ غیر معمولی اضافہ ہے جو نظام وصیت میں ہوا۔ خلافت خامسہ میں نظام وصیت میں شامل ہونے والوں میں جس تیزی سے اضافہ ہوا وہ ان خارق عادت نشانوں میں سے جو جماعت احمدیہ کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ اس نظام میں شامل ہونا کسی وقتی جذبہ کی بات نہیں ہوتی بلکہ اپنی ساری عمر کی آمدن اور جمع کی ہوئی پونجیوں کا ہر سال اور ہر ماہ اور بعض صورتوں میں ہر روز مسلسل حساب کر کر کے ان کا ایک معین حصہ خدا کے حضور پیش کرتے چلے جانا ہے۔ سن 2004ء تک نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کی کل تعداد 38000 تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اللہ تعالیٰ مستقبل قریب میں جو عظیم فتوحات کے نظارے دکھا رہا تھا اس کے پیش نظر مالی ضروریات کو پورا کرنے اور احباب جماعت کی زندگیوں میں اعلیٰ مالی قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کرتے ہوئے پاکیزہ تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے آپ نے فرمایا کہ:

''1905ء سے لے کر آج تک صرف اڑتیس ہزار کے قریب احمدیوں نے وصیت کی ہے۔ اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ وصیت کے نظام کو قائم ہوئے سو سال ہو جائیں گے۔ **میری خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے، شامل ہوں۔ آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں کہ جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں۔ تو ایسے مومن نکلیں کہ کہا جا سکے کہ انہوں نے خدا کے مسیح کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کئے۔**''

(روزنامہ الفضل 8 دسمبر 2005ء)

ایک موقع پر آپ نے فرمایا:

''نظام وصیت کو اب اتنا فعال ہو جانا چاہئے کہ سو سال بعد تقویٰ کے معیار بجائے گرنے کے نہ صرف قائم رہیں بلکہ بڑھیں اور اپنے اندر روحانی تبدیلیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں اور قربانیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں۔ یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں۔ جب اس طرح کے معیار قائم ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ خلافت حقہ بھی قائم رہے گی اور جماعتی ضروریات بھی پوری ہوتی رہیں گی۔''

(روزنامہ الفضل 28 ستمبر 2004ء)

اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک سال کے اندر اندر مزید 16000 سے زائد احمدیوں نے نظام وصیت میں شامل ہونے کی درخواستیں پیش کر دیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یُوکے 2005ء کے دوسرے دن 30 جولائی کے خطاب میں اس تحریک پر لبیک کہنے والے مخلصین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

''**نظام وصیت کی جو میں نے تحریک کی تھی شامل ہونے کی گزشتہ سال کہ پندرہ ہزار شامل ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک 16148 نے درخواستیں جمع کروا دی ہیں۔** ان پہ پراسس ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہو جائیں گی۔ اس میں سب سے زیادہ پاکستان سے شامل ہوئے ہیں۔ 10200 سے اوپر۔ انڈونیشیا میں 1100 قریباً، 1200 جرمنی میں، کینیڈا میں 1000 انڈیا میں اور میرا خیال ہے کہ اس سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ امریکہ سے بھی کافی تعداد آئی تھی''۔

(روزنامہ الفضل 8 دسمبر 2005ء)

دسمبر 2005ء تک مزید ڈیڑھ ہزار مخلصین جماعت نے نظام وصیت میں شمولیت کی درخواستیں جمع کروائیں۔ ان کا ذکر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26 دسمبر 2005ء کے جلسہ سالانہ قادیان سے افتتاحی خطاب میں ان الفاظ میں فرمایا۔

''مَیں نے اس خواہش کا اظہار بھی کیا تھا کہ سو سال پورے ہونے پر کم از کم پچاس ہزار موصیان ہو جائیں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس وقت جو تعداد تھی اس میں تقریباً پندرہ ہزار اور شامل ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یُوکے کے جلسہ تک درخواست دہندگان کی تعداد پوری ہو گئی تھی۔ سو سال تو آج دسمبر میں پورے ہو رہے ہیں لیکن جو مجلس کارپرداز پاکستان کو درخواستیں پہنچی ہیں وہ تقریباً ساڑھے سترہ ہزار ہیں۔''

نظام وصیت میں شمولیت کا نیا ٹارگٹ

2005ء میں ہی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مالی قربانی کا ایک نیا عظیم الشان ٹارگٹ احباب جماعت کے سامنے پیش کرتے ہوئے جماعت کے کمانے والے 50 فیصد افراد کو نظام وصیت میں شامل ہونے کی تحریک فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔

''**میری خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں، جو چندہ دہندہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ**

کے حضور پیش کررہی ہوگی‘‘۔

(روزنامہ الفضل 8 دسمبر 2005)

اپنے پیارے امام کی اس تحریک پر بھی فوری طور پر احباب جماعت نے جس اخلاص سے قدم بڑھانے شروع کئے اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 26 دسمبر 2005ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے افتتاحی خطاب میں فرمایا کہ اب اگلا ٹارگٹ تھا کہ اس وقت جو کمانے والے ہیں یا 2008ء تک جو کمانے والے ہوں اس کا پچاس فیصد نظام وصیت میں شامل کرنا ہے انشاء اللہ۔

فرمایا:

’’بعض چھوٹی چھوٹی جماعتوں نے یہ ٹارگٹ حاصل بھی کرلیا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس نظام کو افراد جماعت سمجھنے لگ گئے ہیں۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 3 فروری 2006ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظام وصیت میں شمولیت کے لئے تمام جماعت میں ایک روحانی انقلاب کی رَو چل رہی ہے ۔ باقاعدہ کمانے والے نوجوان اور معمّر احباب وخواتین کے علاوہ ہزارہا طالب علم اور گھریلو خواتین بھی اپنے جیب خرچ پر وصیتیں کرنے کے لئے بڑے اخلاص سے درخواستیں پیش کررہے ہیں ۔ اور درخواست پیش کرنے کے ساتھ ہی مالی قربانی کے ساتھ ساتھ رسالہ الوصیت میں تحریر کردہ روحانی تبدیلی کی شرائط کو بھی پورا کرنے کی فکر میں کوشاں ہیں۔ اس کی تفصیلی داستانیں پاکستان، جرمنی ، انڈونیشیا ، کینیڈا، انگلستان اور دیگر تمام دنیا کے ملکوں کی تاریخ احمدیت میں رقم ہورہی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کی ان قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے 2009ء کے جلسہ سالانہ کے ایک خطاب میں فرمایا کہ

نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کی تعداد 2004ء میں 38 ہزار 183 تھی اور ایک لاکھ کی جو میں نے خواہش ظاہر کی تھی اس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور ایک لاکھ 5 ہزار 377 ہو چکی ہے ۔ اس وقت بفضل خدا 98 مما لک میں نظام وصیت قائم ہو چکا ہے اور ان میں سرفہرست تو پاکستان ہے دوسرے نمبر پر جرمنی اور پھر انڈونیشیا ہے، چوتھے نمبر پر کینیڈا ہے اور پانچویں نمبر پر برطانیہ ہے۔

(الفضل 3 اگست 2009)

اور اب 2018ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیان کی تعداد ایک لاکھ انتالیس ہزار پچاس ہو چکی ہے۔ گویا گزشتہ پندرہ سال میں ایک لاکھ ایک ہزار سے زائد افراد نظام وصیت میں شامل ہوئے۔ عمر بھر کی جائیدادیں یوں خدا کے حضور پیش کرنے کی مثالیں قرون اولیٰ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی قربانیوں کی یاد تازہ کرنے والی ہیں۔ الحمد للہ۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ وَبَارِكْ۔

(جاری ہے۔ باقی آئندہ)

☆...☆...☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 31/جولائی 2018ء بروز سوموار نماز ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرم چوہدری غلام رسول صاحب مہار (والسال۔ یُوکے) کی **نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرم چوہدری غلام رسول صاحب مہار (والسال۔ یُوکے)

24 جولائی 2018ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے دادا حضرت چوہدری محمد بخش صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ ایک پُرجوش داعی الی اللہ، خلافت کے سچے عاشق اور اطاعت گزار انسان تھے۔ مختلف جگہوں پر متعدد جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو طب یونانی میں خاص مہارت حاصل تھی۔ لمبا عرصہ سندھ میں رہے جہاں سانپ کے کاٹنے کا مفت علاج کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم محمد داؤد ظفر صاحب (مربی سلسلہ ۔ رقیم پریس یُوکے) کے سسر تھے۔

نماز جنازہ غائب :

1۔ مکرم شیخ جبار الدین صاحب (تارا کوٹ اُڈیشہ۔ انڈیا)

21 جون 2018ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پا گئے ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خواب میں دیکھنے کے بعد 1985ء میں بیعت کی توفیق پائی ۔ آپ جماعت احمدیہ تارا کوٹ کے پہلے احمدی تھے ۔ بیعت کے بعد آپ کو بہت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ لوہا گرم کر کے داغا جاتا اور دھوپ میں ڈال دیا جاتا۔ لیکن آپ تمام تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے نہایت صبر سے ایمان پر قائم رہے ۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ اپنی والدہ، چار بھائیوں اور دو دوستوں کی بیعت کروائی ۔ نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار، دعا گو، مہمان نواز، کفایت شعار اور ایک نیک، مخلص انسان تھے۔ چندہ جات بروقت ادا کرتے تھے ۔ اپنے خرچ پر بہت سے تبلیغی جلسے منعقد کروائے۔ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے اور دینی تعلیم دینے کا بہت جذبہ رکھتے تھے ۔ چار سال تک بطور زعیم انصار اللہ تارا کوٹ خدمت کی توفیق پائی ۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور سات بیٹیاں ہیں جنہیں پڑھا لکھا کر آپ نے واقفین زندگی کے ساتھ ان کی شادیاں کروائیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم شیخ اسلام الدین صاحب بطور معلم ہریانہ اور دوسرے بیٹے مکرم شیخ علام الدین صاحب شاہد بطور مبلغ سلسلہ کرناٹک خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

2۔ مکرمہ شمیم لطیف صاحبہ اہلیہ مکرم ملک عبد اللطیف صاحب (جرمنی)

5 جون 2018ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے نانا حضرت صفدر علی صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے ۔ آپ 1991ء میں سیالکوٹ سے جرمنی آ گئی تھیں۔ سیالکوٹ میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی اور پھر لمبا عرصہ فرینکفرٹ میں بھی اپنے حلقہ کی صدر لجنہ رہیں ۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں ۔ آپ کے میاں 1993ء سے قضاء جرمنی میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

3۔ مکرمہ رضیہ سعید صاحبہ

24 جون 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے پڑ دادا حضرت عظیم بیگ صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ نے ہومیو پیتھی کے ذریعہ بے شمار لوگوں کی خدمت کی۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ اپنے چندے بروقت ادا کیا کرتی تھیں۔ 35 سال کی عمر میں میاں وفات پا گئے تھے جس کے بعد آپ نے چار بچوں کی بہترین رنگ میں پرورش اور تربیت کی ذمہ داری نبھائی جو اَب مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمت بجالا رہے ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کے ایک پوتے مکرم فہد پیرزادہ صاحب اس وقت جامعہ احمدیہ کینیڈا میں زیر تعلیم ہیں۔

4۔ مکرم ماسٹر محمد شریف صاحب ابن مکرم فقیر محمد صاحب (چک نمبر 24—L2۔ اوکاڑہ)

25 جون 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 1966ء میں بیعت کی تو گاؤں والوں نے شدید مخالفت کی اور آپ کی فصلیں تباہ کر دیں ۔ چھوٹے بھائی کو سخت اذیت دینے کے بعد شہید کر دیا گیا ۔ مخالفین نے آپ کو احمدیت سے دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر آپ بالکل نہیں گھبرائے۔ احمدیت کو سچے دل سے مانا اور مرتے دم تک ثابت قدمی سے اس پر قائم رہے ۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا اور اپنے دو بھانجوں کو بھی احمدیت میں شامل کرنے کی توفیق پائی۔ گاؤں میں جب مخالفت بہت بڑھ گئی تو 2000ء میں شیخوپورہ ہجرت کر گئے اور وہاں بھی دعوت الی اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، بہت نڈر داعی الی اللہ ، مخلص اور باوفا انسان تھے ۔ مرحوم موصی تھے۔

5۔ مکرم عبد الرحمان صاحب (فرینکفرٹ۔ جرمنی)

30 جون 2018ء کو 92 سال کی عمر میں وفات پا گئے ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا تعلق حضرت حافظ حامد علی صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان سے ہے ۔ وہ آپ کے سگے تایا تھے۔ ان کے خاندان کے بہت سے لوگ 1974ء میں احمدیت چھوڑ گئے یا مداہنت اختیار کی لیکن آپ ان حالات میں بڑی بہادری کے ساتھ احمدیت پر قائم رہے۔ تقسیم ہند کے بعد پہلے ساہیوال اور پھر لاہور شفٹ ہوئے اور 1984ء میں اپنے بچوں کے پاس جرمنی آ گئے تھے ۔ نمازوں کے پابند، دعا گو، ملنسار، ہمدرد اور باوفا انسان تھے ۔ خلافت کے ساتھ والہانہ عقیدت کا تعلق تھا۔ جلسوں اور اجتماعات میں بہت جوش وخروش کے ساتھ شامل ہوتے تھے ۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ محترم حسنات احمد صاحب (صدر خدام الاحمدیہ جرمنی) کے دادا تھے۔

6۔ مکرمہ طاہرہ انور صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر رائے انور احمد صاحب (احمد نگر)

4 جولائی 2018ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے صدر لجنہ اماء اللہ احمد نگر کے علاوہ تحصیل چنیوٹ اور پھر ضلع چنیوٹ کی صدر لجنہ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی ۔ ضلع بھر کی دور دراز کی مجالس میں دورہ جات کر کے اپنی ذمہ داری کو احسن رنگ میں سرانجام دیتی رہیں۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، بہت حلیم الطبع، صابرہ وشاکرہ، دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی بہت شفیق اور ملنسار خاتون تھیں۔ مہربان اتنی تھیں کہ گھر میں اکثر ضرورتمندوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ حتی المقدور ان کی مدد کرتیں اور کسی کو خالی ہاتھ نہ جانے دیتی تھیں۔ قرآن کریم کی تلاوت اور ترجمہ وتفسیر کا مطالعہ آپ کا روزمرہ کا معمول تھا۔ بچوں کی بھی بہت عمدہ رنگ میں تربیت کی۔ آپ کی ساری اولاد کسی نہ کسی رنگ میں خدمت سلسلہ کی توفیق پا رہی ہے۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ محترم محمد احمد فہیم صاحب مربی سلسلہ کی ساس تھیں۔

7۔ مکرم سید سعید احمد صاحب ابن مکرم سید محمد شاہ صاحب (کنری)

5 جولائی 2018ء کو 91 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 1944ء میں زندگی وقف کرنے کے بعد کاٹن فیکٹری کنری سندھ میں 37 سال تک خدمت کی توفیق پائی۔ قبل ازیں فرقان فورس میں بھی خدمت بجالاتے رہے ۔ 1985ء میں کلمہ پڑھنے کے جرم میں اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت ملی ۔ چندہ جات کے علاوہ دیگر تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے ۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد بار مطالعہ کی توفیق پائی۔ آپ نے کنری میں قائد مجلس اور ناظم مال کے علاوہ مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوۃ کے پابند، خوش اخلاق بہت نیک اور مخلص انسان تھے ۔ خلافت کے ساتھ والہانہ عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے ۔ پسماندگان میں چھ بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

8۔ مکرمہ جمیلہ خاتون صاحبہ اہلیہ مکرم مرتضیٰ چراغ علی صاحب (سرینام۔ جنوبی امریکہ)

15 جولائی 2018ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاوند نے مارچ 1981ء میں جبکہ آپ نے ستمبر 1981ء میں بیعت کی توفیق پائی ۔ مخالفت کے باوجود بڑے اخلاص کے ساتھ تادم آخر مضبوطی سے ایمان پر قائم رہیں۔ جون 1981ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دورہ سرینام کے دوران مختلف امور کی انجام دہی کی توفیق پائی اور حضورؒ سے ملاقات کی سعادت بھی حاصل کی ۔ انتہائی مخلص، شفیق اور ہمدرد خاتون تھیں۔ مبلغین کا بہت احترام کرتی تھیں۔ جنوری 2018ء میں خاوند کی وفات کا صدمہ بہت حوصلے سے برداشت کیا۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆...☆...☆

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

Morden Motor (UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden **SM4 5JF**
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ از صفحہ نمبر20

ہوں۔ مشکلات اس لحاظ سے کہ مسجد فضل کے اردگرد

سڑکوں پر ہمارے جو غیر ہمسائے ہیں ان کو یہ شکایت رہتی ہے کہ ان کی گھروں کی enterance کے سامنے لوگ کار پارک کر دیتے ہیں۔ اور کار پارک کرنے والوں میں بعض دفعہ کارکنان بھی ہوتے ہیں اور باہر سے آئے ہوئے مہمان بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے اس علاقہ میں خدام الاحمدیہ یا جلسہ سالانہ کے انتظام کے تحت، جو بھی انتظام ہے، **ان دنوں میں خاص طور پر یہ خیال رکھیں کہ ہمسایوں کے گھروں کے سامنے، جو ان کی enterance ہے، کسی کی کار پارک نہ ہو۔** دور جا کر کار پارک کریں، چل کر آنا آپ کے لئے بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ ہمسائے کو تنگ کیا جائے۔

حضورِ انور نے اس بارہ میں مزید فرمایا:

گزشتہ دنوں عید کے موقع پر جب ہم ہمسایوں کو تحفہ بھجوا رہے تھے تو ایک ہمسائے نے ایک ایسی بات کی ہے جو کم از کم میرے لئے قابلِ شرم ہے۔ اُس نے کہا کہ ٹھیک ہے، تم لوگ ہمیں سال کے سال، نیو ایئر پر بھی اور عید پر بھی تحفہ تو دے جاتے ہو لیکن ہمسائے کے حق تم ادا نہیں کر رہے۔ اس نے یہاں تک کہا کہ تم کہتے ہو کہ ہم اپنے خلیفہ کی بڑی بات مانتے ہیں تو یا تو تمہارا خلیفہ ان باتوں کی طرف تمہیں توجہ نہیں دلاتا یا اس بارے میں تم اس کی بات نہیں مانتے۔ اور ہمارے گھروں کے آگے گاڑی کھڑی کر جاتے ہو، ہمیں گھر کے اندر آنا ہو یا باہر نکلنا ہو خاصی مشکلات پیش آتی ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا:

اس لئے خاص طور پر مسجد فضل کے علاقہ میں تمام چاروں سڑکیں جو ہیں ان میں کہیں بھی ہمسائے کے گھروں کے سامنے کسی قسم کی کوئی کار نہیں ہونی چاہئے اور خدام وہاں ڈیوٹی پر ہونے چاہئیں۔ اس دفعہ اس بات کا خاص خیال رکھیں۔

حضورِ انور نے اپنے خطاب کا اختتام اس دعا پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو احسن رنگ میں اپنی ڈیوٹیاں انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی اور دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ کا تحفہ پیش کیا۔ حضورِ انور کے خطاب کے ساتھ یہ تقریب سات بجکر بیس منٹ پر اختتام پذیر ہوئی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مارکی سے باہر تشریف لے گئے اور مزید کچھ شعبہ جات کا معائنہ فرمایا۔ کچھ دیر بعد حضرت امیر المومنین ایدّہ اللہ مارکی میں واپس تشریف لائے اور حضورِ انور کی معیت میں تمام کارکنان و مہمانان عشائیہ سے لطف اندوز ہوئے۔ عشائیہ کے کچھ دیر بعد حضورِ انور کا قافلہ واپس لندن کی طرف روانہ ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں مردوں، عورتوں، بچوں اور بچیوں نے دینی جذبہ سے سرشار اور جماعتی روایات کے عین مطابق اپنے پیارے امام کی ہدایات پر کماحقہٗ عمل کی بھرپور کوشش کرتے ہوئے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جلسہ سالانہ کے مہمانوں کی خدمت کی سعادت حاصل کی اور اپنوں اور غیروں پر اس میزبانی کے نہایت خوبصورت اور گہرے اثرات قائم کئے۔

☆...☆...☆

18 واں انٹرنیشنل تبلیغی و تربیتی سیمینار

جماعتِ احمدیہ برطانیہ گزشتہ کئی سال سے جلسے کے دنوں میں جلسہ کے پروگرامز سے ہٹ کر بھی تبلیغی و تربیتی پروگرامز کا انعقاد کرتی ہے۔ ان میں سے ایک پروگرام 'انٹرنیشنل تبلیغی و تربیتی سیمینار' ہے۔ اس سیمینار میں مختلف ممالک سے آنے والے افراد تبلیغ و تربیت سے متعلق اپنے

تجربات سے ایک دوسرے کو آگاہ کرتے ہیں۔ امسال منعقد ہونے والا 18 واں تبلیغی و تربیتی سیمینار 2/ اگست 2018ء جمعرات کے روز مسجد بیت الفتوح مورڈن میں منعقد کیا گیا جس میں امریکہ، فرانس، ہالینڈ، ماریشس اور دیگر کئی ممالک سے 170 نمائندگان نے شمولیت کی۔

....

جلسہ سالانہ کی پریس میں تشہیر

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے برطانیہ میں رہائش پذیر ہونے کی وجہ سے جلسہ سالانہ برطانیہ مرکزی اور بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ یُوکے کی وسعت اَب اتنی ہو چکی ہے کہ میڈیا کے ذریعہ جلسہ سالانہ کی تشہیر اس کے انعقاد سے قبل ہی ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ امسال بھی ریڈیو، ٹی وی، اخبارات اور Online پلیٹ فارمز پر جلسہ سالانہ کے بارہ میں آگاہ کیا گیا۔ مثلاً دنیا بھر سے 50/ سے زائد نیشنل و پرائیویٹ ٹی وی چینلز نیز متعدد ریڈیو اسٹیشنز، اخبارات و رسائل نے جلسہ سالانہ کی رپورٹس یا اس سے متعلق مضامین شائع کیے۔ (تفصیلات انشاء اللہ تفصیلی رپورٹ میں شامل کی جائیں گی۔)

....

خطبہ جمعہ

3/ اگست بروز جمعۃ المبارک حضور انور ایدہ اللہ نے حدیقۃ المہدی میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہِ راست نشر کیا گیا۔ اس میں حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یُوکے پر تشریف لانے والے مہمانوں کو اور میزبانوں کو جلسہ کے متعلق نصائح فرمائیں۔

حضورِ انور ایدّہ اللہ نے فرمایا کہ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ہم ایک اور جلسہ سالانہ میں شمولیت کی توفیق پا رہے ہیں۔ سب کو جلسہ کے ان تین دنوں میں جلسہ کے روحانی ماحول سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جلسہ کے پروگراموں کو خاموشی اور توجہ سے سننا چاہئے تبھی جلسہ میں شامل ہونے کا فائدہ ہوگا۔ تبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلسہ کے انعقاد کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں گے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ جلسہ کا انتظام ایک بہت بڑا انتظام ہوتا ہے اور نوّے فیصد سے زائد افراد جماعت رضاکارانہ طور پر خدمت کر رہے ہوتے ہیں اس لئے بعض کاموں میں کمیاں اور کمزوریاں بھی رہ جاتی ہیں لیکن ان کمیوں اور کمزوریوں کو ہم سب شامل ہونے والوں نے ٹھیک کرنا ہے اور دور کرنا ہے۔ جہاں کارکنان اپنے کاموں کا جائزہ لیتے ہوئے انہیں ٹھیک کرنے کی کوشش کریں گے وہاں مہمان بھی شامل ہونے والے بھی ان کمیوں اور کمزوریوں سے صرف نظر کریں اور جہاں کہیں کارکنوں کی مدد کی ضرورت ہو خود بڑھ کر ان کی مدد کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔

حضورِ انور نے جلسہ کے کارکنوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ سب سے پہلی بات کارکنوں کے لئے یہ ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے جاری کردہ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری کردہ جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آئے ہیں۔ کسی دنیاوی میلے میں شامل ہونے کے لئے نہیں آئے بلکہ اپنے روحانی علمی اور اخلاقی معیاروں میں بہتری کے لئے جمع ہوئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے حوالہ سے رضاکار میزبان جلسہ سالانہ اور مہمانان کو اہم نصائح فرمائیں۔ اور ہر حال میں اعلیٰ اخلاقی معیار قائم کرنے کی نصیحت فرمائی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ شاملین جلسہ کو بے کار اور فضول باتوں سے اجتناب کرنا چاہئے اور وقت کے ضیاع سے بھی پرہیز کرنا چاہئے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ جلسہ کے ایام میں بھی خاص طور پر پنجوقتہ نماز کی ادائیگی کا التزام کریں۔ ڈیوٹی پر موجود افراد بھی اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ ہر ڈیوٹی کنندہ نماز کو وقت پر ادا کر سکے۔

حضورِ انور نے انتظامی لحاظ سے بھی بعض اہم نصائح فرمائیں۔

حضورِ انور ایدّہ اللہ نے جلسہ کے دوران ہونے والے بعض پروگرامز اور نمائشوں وغیرہ کا بھی تذکرہ فرمایا جن میں ریویو آف ریلیجنز کے تحت ٹیورن شراوڈ پر نمائش، القلم پراجیکٹ، اسی طرح شعبہ آرکائیو کے تحت لگائی جانے والی نمائش اور اس مرتبہ شعبہ تبلیغ یُوکے کی طرف سے قرآن کریم پر لگائی جانے والی نمائش شامل ہیں۔ مزید برآں حضورِ انور نے اپنے خطبہ کے اختتام پر دو ویب سائٹس True Islam

(true-islam.uk) اور ریشنل ریلیجن (rationalreligion.co.uk) کو لانچ کرنے کا بھی اعلان فرمایا۔ (نمازِ جمعہ کے بعد جلسہ گاہ مردانہ کے اندر ہی حضورِ انور نے اسٹیج سے اتر کر ان دو ویب سائٹس کا باقاعدہ اجراء فرمایا۔)

حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سب کو جلسہ سے

زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطبہ جمعہ کا مکمل متن اسی شمارہ کی زینت ہے۔)

....

جلسہ کی بعض اہم جھلکیاں

نمازِ جمعہ کی ادائیگی اور وقفہ کے بعد لوائے احمدیت لہرانے کی تقریب ہوئی اور پھر باقاعدہ طور پر افتتاحی اجلاس منعقد ہوا جس میں حضور انور نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ جلسہ کے ایام میں حضور ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ، افتتاحی خطاب، ہفتہ کے روز قبل دوپہر مستورات سے خطاب اور پھر بعد دوپہر کے اجلاس میں جماعت احمدیہ کی عالمی ترقی اور دوران سال اللہ تعالیٰ کے بے پایاں افضال و برکات کے ذکر پر مشتمل ایمان افروز خطاب، اسی طرح اتوار کے روز ولولہ انگیز اختتامی خطاب کل ملا کر پانچ خطابات فرمائے۔

⊛... 5/اگست کو اتوار کے روز نمازِ ظہر سے قبل عالمی بیعت کی تقریب ہوئی جب تمام حاضرین نے اور ایم ٹی اے کے توسط سے دنیا بھر کے احمدیوں نے اس تقریب میں شمولیت کی اور اپنے پیارے امام کے ساتھ مل کر بیعت کے الفاظ دہرائے۔ آخر پر سجدہ شکر ادا کیا گیا۔ امسال چھ لاکھ سینتالیس ہزار سے زائد افراد بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہوئے۔ الحمدللہ۔

⊛... جلسہ کے دیگر پروگراموں میں سات علمائے سلسلہ نے درج ذیل تفصیل کے مطابق مختلف موضوعات پر نہایت پُرمغز اور مدلّل علمی و تربیتی تقاریر کیں۔ ان تقاریر میں چار تقاریر انگریزی میں جبکہ تین تقاریر اردو میں تھیں۔

'آنحضرت ﷺ کی سیرت (صبر و استقامت)' (انگریزی) ازمکرم بلال ایٹکنسن صاحب۔ ریجنل امیر نارتھ ایسٹ۔ یو کے

'بچوں کی نیک تربیت میں والدین کا کردار' (اردو) ازمکرم راجہ منیر احمد خان صاحب۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن۔ ربوہ

'قرآنِ کریم کا پیدا کردہ روحانی انقلاب' (انگریزی) ازمکرم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب۔ چیئر مین ہیومن رائٹس کمیٹی۔ یُو کے

'حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا معاندین سے حسنِ سلوک' (انگریزی) ازمکرم ڈاکٹر زاہد احمد خان صاحب۔ صدر قضاء بورڈ یو کے۔

'خلافت کے زیرِ سایہ عالمگیر وحدت کا قیام' (اردو) ازمکرم عطاء المجیب راشد صاحب۔ نائب امیر یو کے و امام مسجد فضل۔ لندن

'ہستی باری تعالیٰ ۔ قبولیت دعا کے آئینہ میں' (اردو) ازمکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب۔ مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ ربوہ

'احمدیت۔ امن کا حصار' (انگریزی) ازمکرم رفیق احمد حیات صاحب۔ امیر جماعت احمدیہ یُو کے

مزید برآں جلسہ گاہ مستورات میں ہفتہ 4/اگست کو اجلاس برائے مستورات کا انعقاد ہوا جس میں مندرجہ ذیل تقاریر کی گئیں:

'خلافت۔ انسانیت کے لئے ایک نعمت عظمیٰ' (انگریزی) ازمکرمہ روبینہ ناصر صاحبہ

'مومنات کی نشانیاں اور دورِ حاضر میں ان کا حصول' (اردو) ازمکرمہ سائحہ معاذ صاحبہ

'مجھے کب معلوم ہوا کہ احمدیت ہی صحیح راستہ ہے' (انگریزی) ازمکرمہ کرسٹین ایٹکنسن صاحبہ

⊛... اس جلسہ کی کارروائی کے دوران آٹھ اجلاسات کے آغاز پر قرآن کریم کے مختلف حصوں سے تلاوتِ قرآنِ کریم اور کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و خلفائے احمدیت میں سے عربی، فارسی اور اردو زبان میں 11 مختلف منظوم کلام مترنّم پڑھے گئے۔

⊛... حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے بابرکت موقع پر انگلستان سے خصوصًا اور دنیا بھر سے عموماً تعلیمی میدان میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے والے 99/احمدی طلباء اور 95 احمدی طالبات کو اسنادِ امتیاز اور طلائی تمغہ جات سے نوازا۔

⊛... جلسہ کی تمام کارروائی کا رواں ترجمہ اردو کے علاوہ دنیا کی مختلف زبانوں میں ایم ٹی اے کے ذریعہ نشر کیا گیا۔

⊛... امسال بھی جلسہ سالانہ یُو کے کے ایام میں ایک ریڈیو جلسہ ایف ایم (87.7) بھی جلسہ کی تمام کارروائی کے ساتھ دیگر دلچسپ اور معلوماتی پروگرامز نشر کرتا رہا۔ اور موسم اور ٹریفک وغیرہ کے متعلق تازہ معلومات فراہم کی جاتی رہیں۔ اس ریڈیو کی نشریات کا دائرہ کئی کلومیٹر پر محیط تھا۔ چنانچہ راستہ میں آنے والے احباب کے علاوہ ڈیوٹی پر موجود خدام نے بھی اس سے بھرپور استفادہ کیا۔

⊛... حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کی بدولت جلسہ کے انتظامات میں کسی بھی قسم کی کوئی بھی دقّت پیش نہ آئی۔ اور جلسہ سالانہ میں شمولیت کی غرض سے دنیا بھر سے تشریف لانے والے مہمانان کشاں کشاں حدیقۃ المہدی پہنچتے رہے۔

⊛... موسم کی گرمی کی شدّت کے پیش نظر حضرت امیر المومنین ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایت پر شاملینِ جلسہ کی سہولت کے لئے مردانہ وزنانہ جلسہ گاہ کو شارٹ نوٹس پر ایئر کنڈیشنڈ کیا گیا۔

⊛... جہاں تک جلسہ سالانہ میں خدمات بجالانے والے مختلف شعبہ جات کا تعلق ہے تو امسال بھی چھ ہزار سے زائد مرد اور چار ہزار سے زائد خواتین کل ملا کر دس ہزار کے قریب رضاکار مردوں، خواتین، نوجوانوں، بچوں اور بچیوں نے ڈیوٹیاں دیں۔ اور موسم کی شدّت کے باوجود تمام شعبہ جات نے اپنے پیارے امام کی ہدایات کی اطاعت میں اپنے فرائض کو نہایت محنت اور جانفشانی کے ساتھ ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ خدا کے فضل سے جلسہ سالانہ انتظامی لحاظ سے انتہائی کامیاب رہا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

⊛... جلسہ کے شاملین اور ڈیوٹی دہندگان کے لئے امسال سے چوبیس گھنٹے ٹی سٹال پر چائے اور گرمی کے وقت ٹھنڈے مشروب کا انتظام رکھا گیا۔

⊛... جلسہ سالانہ کے دوسرے روز شام کو نمازِ مغرب و عشاء سے قبل مختلف ممالک سے تشریف لانے والے خصوصی مندوبین، مبلّغینِ سلسلہ، واقفینِ زندگی و دیگر مہمانان کے اعزاز میں ایڈیشنل وکالت تبشیر لندن کے زیرِ اہتمام ایک عشائیہ کا اہتمام کیا گیا جس کو ازراہ شفقت حضور انور ایدہ اللہ نے اپنی شمولیت سے سرفراز فرمایا۔

⊛... اس جلسہ میں برطانیہ اور دیگر ممالک سے تشریف لانے والے مختلف عمائدین اور سرکردہ سیاسی وسماجی شخصیات نے شرکت کی اور جلسہ کے پلیٹ فارم سے جماعت کی امن پسندی، محبت اور بھائی چارے کی تعلیمات اور خدمت انسانیت کے کاموں کو سراہا۔ نیز جماعتی ترقی اور کامیابیوں کا اچھے انداز میں ذکر کیا۔

⊛... ایم ٹی اے انٹرنیشنل نے امسال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات و خطابات کے ساتھ ساتھ جلسہ کے دیگر پروگراموں کو خوبصورتی کے ساتھ cover کیا اور جلسہ کی مناسبت سے کئی خصوصی پروگرامز ٹیلی کاسٹ کئے جو جلسہ سے قبل ہی شروع ہو گئے تھے اور تا اختتام جلسہ جاری رہے۔ ایم ٹی اے کی ان نشریات اور اس کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ کُل دنیا کے احمدی اس بابرکت جلسہ میں شامل ہو کر اس روحانی مائدہ سے فیضیاب ہوئے۔

⊛... امسال جلسہ گاہ میں ایم ٹی اے کے زیرِ اہتمام چار عارضی سٹوڈیوز کا قیام عمل میں لایا گیا تھا جن میں ایم ٹی اے (الاولیٰ)، ایم ٹی اے 3 (العربیہ)، ایم ٹی اے افریقہ اور ایک اسٹوڈیو ایم ٹی اے فرنچ کے لئے نشریات دکھانے کے لیے مخصوص کیا گیا تھا۔ ایم ٹی اے نے امسال بھی پچھلے سالوں کی طرح علیحدہ علیحدہ چینلز پر جلسہ کے لائیو اور ریکارڈڈ پروگرامز کو نشر کیا اور اس موقع کی مناسبت سے متعدد زبانوں میں پروگرامز پیش کئے گئے۔ مثلاً انگریزی، عربی، فرنچ، بنگلہ، جرمن، ٹرکش، رشین، سپینش، بوسنین اور انڈونیشین وملایا۔

⊛... ایم ٹی اے افریقہ کی نشریات کو افریقہ کے بعض ممالک کے 14 نیشنل ٹیلیویژن اسٹیشنز اور پرائیویٹ چینلز نے ٹیلی کاسٹ کیا۔ جلسہ سالانہ کے پروگرامز کو صرف سیرالیون میں تین ٹیلیویژن چینلز نے نشر کیا۔

⊛... جلسہ کے موقع پر خصوصی تصویری نمائش کا اہتمام شعبہ مخزن تصاویر کے تحت کیا گیا جس میں نہایت اہم اور نادر تصاویر بھی شامل تھیں۔ نیز اس موقع پر بکسٹال، ریویو آف ریلیجنز، ٹیورن شراؤڈ نمائش، القلم پراجیکٹ، احمدیہ آرکائیوز اینڈ ریسرچ سنٹر، ہفت روزہ الحکم (انگریزی)، پریس اینڈ میڈیا آفس، شعبہ ہومیوپیتھی اور آڈیو ویڈیو کیسٹس وغیرہ کی جانب سے نمائش و سٹالز بھی لگائے گئے۔ اسی طرح چیریٹی ادارہ ہیومینٹی فرسٹ اور احمدیہ آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز ایسوسی ایشن نے بھی اپنی کارکردگی اور رپورٹس پر مشتمل خصوصی نمائشیں لگائی تھیں۔ ان نمائشوں کو کثیر تعداد میں احباب نے دیکھا اور خوب سراہا۔

ادارہ الفضل انٹرنیشنل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں نیز دنیا بھر میں بسنے والے تمام احمدیوں کو جلسہ سالانہ برطانیہ 2018ء کے نہایت کامیاب اور بابرکت انعقاد پر مبارکباد کا تحفہ پیش کرتا ہے۔ نیز دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعتِ احمدیہ عالمگیر کو اس جلسہ کی برکات سے فیضیاب فرماتا چلا جائے اور تمام مخلصینِ جماعت احمدیہ مسلمہ کو حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان مبارک دعاؤں کا وارث بنائے جو آپؑ نے شاملین جلسہ کے لئے کیں۔

(جلسہ سالانہ کی تفصیلی رپورٹ الفضل انٹرنیشنل کی آئندہ اشاعتوں میں پیش کی جائے گی۔ انشاء اللہ۔)

☆...☆...☆

اعتذار و تصحیح

رپورٹ جلسہ سالانہ برطانیہ شائع شدہ الفضل انٹرنیشنل 17/تا 23/اگست 2018ء کے صفحہ 17/کالم 3 میں حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے معائنہ بُک سٹور کے تعلق میں لکھا گیا ہے "حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ برطانیہ کی طرف سے شائع کی جانے والی کتاب 'عائلی مسائل' کے بارہ میں خاص طور پر استفسار فرمایا۔"

براہِ مہربانی یہاں الفاظ 'لجنہ اماء اللہ برطانیہ' کی بجائے 'لجنہ سیکشن مرکزیہ' پڑھا جائے۔ الفاظ کی تصحیح نوٹ فرمالیں۔ شکریہ

(شعبہ رپورٹنگ جلسہ سالانہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محموداحمدملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13/اگست 2012ء میں مکرم نذیر احمد سانول صاحب کے قلم سے ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے حالات زندگی اختصار سے بیان کئے گئے ہیں۔

محمد علی جناح کا خاندان معزز اور شریف تھا۔ جدامجد ایرانی امراء میں سے تھے جو آغا خاں اوّل کے ہمراہ ہجرت کر کے ہندوستان تشریف لائے تھے اور یہاں آباد ہو گئے تھے اور یہاں بھی صاحب حیثیت اور اہل وقار تھے۔

محمد علی جناح کے دادا مسٹر پونجا بھائی صاحب اسماعیلی برادری کے ایک نہایت معزز اور صاحب ثروت بزرگ تھے۔ آپ کے تین بیٹے والجبؔی بھائی، نتھو بھائی اور جناح بھائی جبکہ ایک بیٹی محترمہ مان بائی صاحبہ تھیں۔

جناح بھائی صاحب بھی سمجھدار، لائق، محنتی، صاحبِ فن اور نیک خصال انسان تھے۔ اُن کی شادی 17 سال کی عمر (1874ء) میں اسماعیلی خوجہ خاندان کے ایک معزز گھرانہ کی لڑکی محترمہ شیریں بی بی سے اسماعیلی رسوم ورواج کے مطابق ہوئی جو کاٹھیاواڑ کے ایک گاؤں دھافہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ وہ بیاہ کر آئیں تو سسرالیوں نے ان کی خوبصورتی، خوش مزاجی اور خوش سلیقگی کو دیکھ کر انہیں پیار سے میٹھی بائی کا لقب دیا۔ اتفاق سے یہ فارسی لفظ 'شیریں' کا ہم معنی بھی تھا چنانچہ اُن کی یہی عرفیت مشہور ہو گئی۔ پھر میٹھی کثرت استعمال سے مٹھی بن گیا اور پھر یہی ان کا مستقل نام ٹھہرا۔

قائداعظم کے آباؤ اجداد تاجر پیشہ اور اپنے فن میں مثالی تھے۔ مسٹر جناح بھائی 1875ء میں اپنا الگ کاروبار منظم کرنے کی غرض سے اپنی اہلیہ کے ہمراہ کاٹھیاواڑ سے کراچی منتقل ہو گئے اور کھارادر کے نیونہام روڈ پر دو کمروں پر مشتمل ایک متوسط درجہ کا مکان کرایہ پر حاصل کیا۔ یہ علاقہ اس وقت کاروباری مرکز کے طور پر مشہور تھا۔ قائداعظم کے والد نے اس علاقہ میں ''جناح پونجا اینڈ کمپنی'' کے نام سے کاروبار شروع کیا جو ابتدائی چند مشکلات کے بعد چل نکلا اور اس نے بڑا نام کمایا۔

قائداعظم 25 دسمبر 1876ء بروز پیر کی صبح وزیر مینشن کراچی میں پیدا ہوئے۔ خاندانی روایات کے مطابق بچے کے ماموں جناب قاسم موسیٰ صاحب نے ''محمد علی'' نام رکھا۔ مسٹر جناح پونجا کے گھرانہ میں یہ پہلا موقع تھا کہ جب کسی بچے کا خالص اسلامی نام تجویز ہوا۔ ماں کی پہلی اولاد تھی، بچہ نہایت کمزور تھا ہاتھ بڑے لمبے لمبے اور وزن تشویشناک حد تک کم تھا۔ نومولود کی لاغر صحت نے مٹھی بائی کو پریشان کر دیا۔ ڈاکٹر نے بعد معائنہ تسلی دی کہ کوئی بیماری نہیں فکرمند نہ ہوں۔ نومولود بچہ کی خوشی میں والدین نے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے عقیقہ کا اہتمام کر کے اپنے دوست احباب اور رشتہ داروں کو مدعو کیا اور اس تقریب میں غرباء کو بھی شامل کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے مسٹر جناح کو آٹھ بچے عطا فرمائے تھے۔ چار بیٹے احمد علی صاحب، بندے علی صاحب، بچو صاحب اور قائداعظم محمد علی جناح صاحب۔ اسی طرح چار ہی بیٹیاں تھیں۔ مریم جناح صاحبہ، رحمت جناح صاحبہ، فاطمہ جناح صاحبہ اور شیریں بائی صاحبہ۔

قائداعظم بڑے ذہین تھے، بے حد شرارتی چالاک اور چاق وچوبند۔ محلے کے لڑکوں کے ساتھ کھیلنا کودنا پسند تھا۔ گلی ڈنڈا، بنٹے اور شور شرابہ بڑے شوق سے کرتے تھے۔ والدین نے آپ کو گجراتی زبان میں تعلیم دلوانے کا انتظام کیا۔ 6 سال کی عمر تک گجراتی زبان میں پڑھے لیکن اس طرف کم توجہ کی۔ 9 سال کی عمر میں پرائمری سکول میں داخلہ دلوایا گیا یہاں بھی عدم توجہ ہی رہی۔ 10 سال کی عمر میں سندھ مدرستہ الاسلام میں داخل کرایا گیا۔ تعلیم کی طرف توجہ نہ دیکھ کر آپ کی پھوپھی ''مان بائی'' آپ کو ممبئی لے گئیں اور انجمن اسلام سکول میں داخلہ ملا۔ فورتھ گجراتی کا امتحان پاس کیا پھر فرسٹ سٹینڈرڈ انگلش کلاس میں داخلہ مل گیا۔ تاہم 23 دسمبر 1887ء کو والد صاحب نے واپس بلا کر دوبارہ سندھ مدرستہ الاسلام میں داخلہ کرا دیا۔

گراہم ٹریڈ کمپنی کے جنرل مینیجر کے ساتھ جناح بھائی کے تجارتی تعلقات تھے۔ اُنہوں نے مشورہ دیا کہ محمد علی کو لندن میں گراہم ٹریڈنگ کمپنی کے صدر دفتر بھیج دیا جائے تا کہ وہاں بزنس ایڈمنسٹریشن سیکھ سکے۔ اس وقت آپ سندھ مدرستہ الاسلام میں ففتھ انگلش کے طالب علم تھے۔ والدہ آپ کے لندن جانے پر اِس شرط پر رضامند ہوئیں کہ پہلے آپ کی شادی کر دی جائے۔ چنانچہ اسماعیلی خاندان کی ایک لڑکی ''ایمی بائی'' سے پندرہ سال کی عمر میں آپ کی شادی کر دی گئی۔ ایمی بائی آپ کی تعلیم کے دوران ہی وفات پا گئی تھیں۔

16 برس کی عمر میں حصول تعلیم کے لئے لندن تشریف لے گئے۔ ابتدا میں حسب ہدایت والدین کی کاروباری تربیت لیتے رہے لیکن جلد آپ کے اندر کا قائد جاگ اٹھا اور قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے سوچنے لگے۔ اس مقصد کے لئے داخلہ کا امتحان پاس کرنا ضروری تھا۔ دو سال کی سخت محنت کے بعد امتحان میں کامیابی حاصل کی۔ پھر قانون کی ڈگری لینے کے لئے مختلف کالجز کا دورہ کیا اور جب لنکنز اِن کالج کو دیکھا تو وہاں اُن شخصیات کے نام تحریر تھے جنہوں نے دنیا کو نیا قانون و آئین دیا۔ فہرست میں آنحضرت ﷺ کا اسم مبارک تحریر تھا اس لئے آپ نے اس کالج کو داخلہ کے لئے پسند فرمایا۔ داخلہ ٹیسٹ میں کامیابی کے بعد آپ اس کالج میں داخل ہو گئے۔ آپ ہندوستان کے سب سے کم عمر طالب علم تھے۔ آپ نے یہاں خوب محنت کی اور صرف چار سال کے عرصہ میں بیرسٹری کی ڈگری حاصل کر کے ہندوستان تشریف لائے۔ آپ کی واپسی سے تین ماہ قبل والدہ محترمہ وفات پا چکی تھیں۔

ابتدا میں آپ نے کراچی میں قانون کی پریکٹس شروع کی بعد میں بمبئی تشریف لے گئے اور وہاں کامیابی سے پریکٹس کرتے رہے۔ پھر اہل ہند کی سیاسی خدمت کے لئے انڈین کانگریس میں شمولیت اختیار فرمائی۔

1906ء تا 1914ء کانگریس میں خدمات بجا لاتے رہے۔ یہاں آپ ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے تا کہ ہندوستان آزاد ہو سکے۔ لیکن پھر ہندوؤں کا مسلمانوں کے لئے طرزعمل دیکھ کر آپ نے کانگریس سے علیحدگی اختیار فرما کر مسلم لیگ میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ مگر بعدازاں آپ ہندوستان کی سیاست سے بددل ہو کر برطانیہ چلے گئے۔

جب حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر حضرت مولانا عبدالرحیم دردؓ نے آپ کو ہندوستان آنے پر آمادہ کیا تو آپ واپس تشریف لائے اور 1934ء سے مسلم لیگ کے صدر مقرر ہوئے اور مسلم لیگ کو خوب ترقی دی اور پورے ملک میں اسے فعّال بنایا۔ انگریز، ہندو اور مسلمانوں میں علماء کہلانے والے بھی اکثر آپ کے مخالف تھے۔ اسی لئے کفر کے فتاویٰ دیئے گئے۔ غیرمسلم عورت سے شادی، منہ پر نہ داڑھی نہ مونچھ کے طعنے دیئے گئے۔ انگریزی لباس اور زبان کے پلید ہونے کا فیصلہ صادر کیا گیا۔ حتیٰ کہ آپ کا ساتھ دینے والوں اور مسلم لیگ کے جلسہ میں شامل ہونے والوں کے نکاح ٹوٹ جانے کے متفقہ فتاویٰ بھی جاری کئے گئے۔ نیز پاکستان کیا پاکستان کی ''پ'' بھی نہ بننے اور نہ بنانے دینے کے بلند بانگ دعوے کر کے ہراساں اور بددل کرنے کی پوری کوشش کی گئی۔ مگر اس شیر دل اور باہمت قائد نے اپنی محنت، لگن، قابلیت اور صلاحیت کی بِنا پر خداتعالیٰ کی مدد سے 14/اگست 1947ء کو پاکستان قائم فرما دیا۔ آپ کا یہ احسان ناقابلِ فراموش ہے۔

قائداعظم کی دوسری شادی رتی جناح سے ہوئی۔ دراصل آپؒ اپنے پیشے اور سیاست کی مصروفیات میں ایسے اُلجھے کہ مدتوں اپنی دوسری شادی کا خیال نہیں آیا۔ 1916ء میں جب بمبئی کے سیاسی حلقوں میں خاصے معروف ہو گئے تو آپ کی ملاقات ایک پارسی بیرونیٹ سر ڈنشا پٹیٹ کی اکلوتی بیٹی رتی پٹیٹ سے ہوئی جو اس وقت فقط سولہ برس کی تھیں۔ وہ بمبئی کے حلقوں میں اپنی ذہانت، شاعرانہ مزاج، شوقِ مطالعہ اور خوش پوشاکی کی وجہ سے مشہور تھیں۔ ان کی شخصیت نے قائداعظم محمد علی جناح کو بے حد متأثر کیا۔ رتی پٹیٹ کے والد کو جب اس صورتحال کا علم ہوا تو انہوں نے رتی کی عمر کو جواز بنا کر رتی اور قائداعظم کی ملاقات کے خلاف عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر لیا۔ قائداعظم نے قانون کی مکمل پاسداری کی اور پھر رتی سے نہیں ملے۔ لیکن رتی کی عمر 18 برس کی ہو گئی تو وہ اپنے والدین کی دولت وثروت کو خیرباد کہہ کر قائداعظم کے پاس پہنچ گئیں۔ 18/اپریل 1918ء کو رتی نے بمبئی کی جامع مسجد کے امام مولانا نذیر احمد کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا اور ان کا اسلامی نام مریم رکھا گیا۔ اگلے دن وہ محمد علی جناح کے عقد میں آ گئیں۔

قائداعظم شروع شروع میں تو رتی کو بھرپور وقت دیتے رہے لیکن آہستہ آہستہ ان کی سیاسی سرگرمیاں زیادہ وقت لینے لگیں اور دونوں میاں بیوی کے درمیان اختلافات رونما ہونے لگے اور ایک وقت وہ بھی آیا جب رتی قائداعظم کی رہائش گاہ سے سکونت ترک کر کے ایک ہوٹل میں منتقل ہو گئیں۔ ان دنوں رتی کی صحت بھی بہت گر گئی تھی۔ اس دوران کئی مرتبہ خود قائداعظم اور ان کے دوستوں نے اس علیحدگی کو ختم کروانے کی کوشش کی لیکن کوئی صورت سودمند ثابت نہیں ہوئی۔ اپریل 1928ء میں رتی شدید بیماری کے باعث علاج کروانے کے لئے پیرس چلی گئیں پھر قائداعظم بھی وہیں پہنچ گئے اور ایک ماہ تک ان کے ساتھ رہے۔ اس کے بعد رتی واپس ہندوستان چلی آئیں۔ ہندوستان واپس آ کر قائداعظم کبھی کبھی رتی جناح کی مزاج پرسی کے لئے جانے لگے۔ ان کے اختلافات کی خلیج بتدریج پٹنے لگی۔ 28/جنوری 1929ء کو قائداعظم دستور ساز اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے دہلی چلے گئے اور ان کی عدم موجودگی میں 20 فروری 1929ء کو اپنی 29ویں سالگرہ کے دن رتی جناح اپنے خالق حقیقی سے جاملیں۔

اللہ تعالیٰ نے قائداعظم کو ایک بیٹی 'دینا جناح' سے نوازا تھا۔ آپ اپنی بیٹی سے حد درجہ محبت کرتے۔ اسے بڑی محبت وانس سے پالا اور تعلیم دلائی۔ لیکن جب بیٹی نے پارسی خاندان میں 'نیوائل واڈیا' سے شادی کر لی تو آپ نے بیٹی سے ناراض ہو کر قطع تعلق کر لیا تھا۔ پورے ملک کا سربراہ ہونے اور بانی ہونے کے ناطے بھی بیٹی کو ملک میں نہ آنے دیا۔ یہ آپ کی اصول پرستی تھی۔ اپنے والد کی وفات پر ''دینا جناح'' پاکستان تشریف لائی تھیں۔

قائداعظم کی وفات 72 سال کی عمر میں 11 ستمبر 1948ء کو ہوئی اور کراچی میں دفن ہوئے۔

مزارِ قائد

قائداعظم محمد علی جناح کے مزار کے بہت سے نقشے سامنے آئے لیکن آپ کی بہن مادرِ ملّت محترمہ فاطمہ جناح نے یحییٰ مرچنٹ کا تیار کیا ہوا نقشہ پسند کیا۔ مزار کے احاطہ کا رقبہ 65 ہزار مربع گز ہے۔ مزار کی اونچائی 120 فٹ ہے۔ اس کا اندرونی قطر 70 فٹ اور بیرونی قطر 72 فٹ ہے۔ چھت میں چین کا دیا ہوا تحفہ فانوس آویزاں ہے جس کی لمبائی پندرہ فٹ اور وزن تین ہزار کلوگرام ہے۔

مزار کی تعمیر میں پاکستانی سنگ مرمر کے علاوہ اٹلی کا سنگ مرمر بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اس خوبصورت عمارت میں 14 فٹ گہرا تہہ خانہ ہے جس میں قبر بنائی گئی ہے۔ قبر کے اوپر جو تعویذ ہے اس کی حفاظت کے لئے چاندی کا جنگلا لگا ہوا ہے۔ اس جنگلے سے دو فٹ ہٹ کر پیتل کا خوبصورت جنگلا ہے جس کی لمبائی 18 فٹ 10 انچ اور چوڑائی 15 فٹ ایک انچ ہے۔ قبر تک رسائی کے لئے چاروں طرف چار دروازے ہیں۔ عمارت کی حفاظت پاکستان بحریہ کے سپرد ہے۔ صدر دروازے اور مزار کی سیڑھیوں کے درمیان میں پندرہ تالاب ہیں۔ ان کی لمبائی 50 فٹ، چوڑائی 28 فٹ اور گہرائی 3 فٹ ہے۔ ان تالابوں میں 4،4 فٹ اونچے فوارے لگے ہوئے ہیں۔ مزار کے احاطے کو روشن رکھنے کے لئے 90، 90 فٹ اونچے فلڈ لائٹ ٹاور بنائے گئے ہیں۔ مزار کے چبوترے پر اڑتالیس سرخ لائٹس لگائی گئی ہیں۔ مزار کی لحد پر سورۃ نصر کندہ کی گئی ہے۔ ایک آیت سورۃ فتح کی بھی ہے۔

...۞...۞...۞...

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 3/ستمبر 2012ء میں مکرم محمودالحسن صاحب کی، ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی یاد میں کہی جانے والی، ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

فخرِ پاکستان تھا عبدالسلام
کس قدر ذیشان تھا عبدالسلام
عاجزی اخلاص تجھ پر ختم تھے
خُلق کا سلطان تھا عبدالسلام
ملک و ملّت کی بڑائی تجھ سے تھی
ملک کی تُو جان تھا عبدالسلام
نام اور دولت کی کچھ خواہش نہ تھی
خود تُو پاکستان تھا عبدالسلام

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
August 24, 2018 – August 30, 2018

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday August 24, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 27.
01:25	Huzoor's Tour Of India 2008
02:25	In His Own Words
03:00	Spanish Service
03:25	Children's Corner
03:55	Tarjamatul Qur'an Class
05:00	The Significance Of Flags
05:20	Truth Matters
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:40	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 28.
07:00	Islamic Jurisprudence
07:30	Husn-e-Biyan
08:00	Pakistan National Assembly 1974
09:05	Huzoor's Reception At The 50th Anniversary Of Noor Mosque 2009
09:30	History Of Cordoba
10:00	In His Own Words
10:30	History Of Islam In Spain
10:55	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:30	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:30	Tilawat [R]
13:45	Attractions Of Australia
14:25	Shotter Shondhane
15:25	Pakistan National Assembly 1974 [R]
16:30	Friday Sermon [R]
17:35	Eid Qurban
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Islamic Jurisprudence [R]
19:05	Eid Qurban [R]
19:30	Huzoor's Reception At The 50th Anniversary Of Noor Mosque 2009 [R]
20:00	History Of Islam In Spain [R]
20:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
21:05	In His Own Words [R]
21:30	Friday Sermon: Recorded on August 24, 2018.
22:40	Attractions Of Australia [R]
23:15	Husn-e-Biyan [R]

Saturday August 25, 2018

00:00	World News
00:30	Tilawat
00:45	Masjid Aqsa Qadian
01:00	Yassarnal Qur'an
01:25	Huzoor's Reception At The 50th Anniversary Of Noor Mosque 2009
02:00	History Of Cordoba
02:25	In His Own Words
03:00	Islamic Jurisprudence
03:35	Dars-e-Hadith
04:00	Friday Sermon
05:10	The Concept Of Bai'at
05:25	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 43.
07:10	Aao Urdu Seekhain
07:30	Islam Ahmadiyya In America
08:00	International Jama'at News
09:00	Friday Sermon: Recorded on August 24, 2018.
10:05	In His Own Words
10:35	Dua-e-Mustaja'ab
11:05	Indonesian Service
12:10	Tilawat [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:05	Bangla Shomprochar
15:15	Khazain-ul-Mahdi
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:20	Tilawat: Surah Al-Anfaal, verses 9-41.
18:40	Aao Urdu Seekhain [R]
19:00	Islam Ahmadiyya In America [R]
19:30	Dua-e-Mustaja'ab [R]
20:00	National Waqfeen-e-Nau Ijtema 2016
21:00	International Jama'at News
21:50	Dua-e-Mustaja'ab
22:20	Friday Sermon [R]
23:30	Khazain-ul-Mahdi [R]

Sunday August 26, 2018

00:05	World News
00:30	Tilawat
00:45	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih V (may Allah be his Helper)
01:00	Al-Tarteel
01:35	National Waqfeen-e-Nau Ijtema 2016
02:35	In His Own Words
03:10	Aao Urdu Seekhain
03:30	Islam Ahmadiyya In America
04:00	Friday Sermon
05:10	Rishta Nata Ke Masa'il
05:30	Khazain-ul-Mahdi
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Rah-e-Huda: Recorded on August 25, 2018.
08:35	Roots To Branches
09:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
10:10	Khazain-ul-Mahdi
10:35	Tours Of Hazrat Musleh Ma'ood (ra)
11:05	Indonesian Service
12:05	Tilawat [R]
12:20	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:35	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on August 24, 2018.
14:10	Shotter Shondhane
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
16:40	An Introduction To Ahmadiyyat
17:40	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:35	Story Time
19:00	Islamic Jurisprudence
19:35	Khazain-ul-Mahdi
20:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
21:10	In His Own Words
21:55	Ilmul Abdaan [R]
22:30	Friday Sermon [R]
23:40	Roots To Branches

Monday August 27, 2018

00:05	World News
00:25	Tilawat
00:40	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00	Yassarnal Qur'an
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
02:30	In His Own Words
03:00	An Introduction To Ahmadiyyat
04:00	Friday Sermon
05:10	Khazain-ul-Mahdi
05:35	Roots To Branches
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Al-Tarteel: Lesson no. 43.
07:00	Rencontre Avec Les Francophones
08:05	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:25	Jalsa Salana Speeches
09:00	Huzoor's Address To German Guests
09:45	In His Own Words
10:20	Swahili Service
10:55	Friday Sermon: Recorded on March 16, 2018.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Huzoor's Address To German Guests [R]
15:50	Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
16:30	International Jama'at News
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Swedish Service
19:00	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]
19:20	Jalsa Salana Speeches
20:05	Huzoor's Address To German Guests [R]
20:50	In His Own Words [R]
21:25	Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham [R]
22:00	Muslim Scientists
22:15	History Of MTA In Mauritius
22:35	Rencontre Avec Les Francophones [R]
23:45	Seerat Hazrat Masih Ma'ood (as) [R]

Tuesday August 28, 2018

00:05	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:05	Al-Tarteel
01:40	Huzoor's Address To German Guests
02:25	In His Own Words
03:05	International Jama'at News
03:55	Rencontre Avec Les Francophones
05:00	Seerat Hazrat Masih Ma'ood (as)
05:30	Jalsa Salana Speeches
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Liqa Ma'al Arab: Recorded on March 13, 1996.
08:10	Story Time
08:35	Pakistan In Perspective
09:30	Gulshan-e-Waqfe Nau
10:15	In His Own Words
10:50	Attractions Of Australia
11:20	Indonesian Service
12:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R]
12:45	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on August 24, 2018.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
15:55	Pakistan In Perspective [R]
16:30	Islamic Jurisprudence
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:35	Rah-e-Huda: Recorded on August 25, 2018.
20:05	Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
21:10	In His Own Words [R]
21:45	Maidane Amal Ki Kahani
22:30	Liqa Ma'al Arab [R]
23:40	Attractions Of Australia [R]

Wednesday August 29, 2018

00:10	World News
00:40	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:15	Yassarnal Qur'an
01:30	Gulshan-e-Waqfe Nau
02:15	Pakistan In Perspective
03:00	Islamic Jurisprudence
03:35	Liqa Ma'al Arab
04:55	The White Birds Of Hartlepool
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 43.
07:05	Question And Answer Session
08:15	Rohaani Khazaa'in
09:00	Huzoor's Jalsa Salana Address Canada 2016
09:55	MTA Travel
10:15	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat [R]
12:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Huzoor's Jalsa Salana Address Canada 2016 [R]
16:00	In His Own Words
16:55	Rohaani Khazaa'in [R]
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:35	Lumière Sur Hadiths
19:25	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
20:00	Huzoor's Jalsa Salana Address Canada 2016 [R]
21:05	In His Own Words [R]
21:40	Rohaani Khazaa'in [R]
22:05	MTA Travel [R]
22:30	Question And Answer Session [R]
23:35	Khilafat

Thursday August 30, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
00:55	Al-Tarteel
01:30	Huzoor's Jalsa Salana Address Canada 2016
02:25	The Rightly Guided Khilafat
03:15	In His Own Words
04:00	Question And Answer Session
05:10	Khilafat
05:35	Rohaani Khazaa'in
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Tarjamatul Qur'an Class
08:05	Islamic Jurisprudence
08:40	The Prophecy Of Khilafat
09:00	National Waqfeen-e-Nau Ijtema 2011
09:35	In His Own Words
10:10	Qur'an Sab Se Acha
10:50	Japanese Service
11:05	Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on August 24, 2018.
14:00	Live Arabic Service
16:05	Friday Sermon [R]
17:10	Truth Matters
17:45	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Qur'an Sab Se Acha [R]
19:05	Islam Ahmadiyya In America
19:35	Khazain-ul-Mahdi
20:05	Friday Sermon [R]
21:10	In His Own Words
21:45	Truth Matters [R]
22:20	Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:25	Prophecies In The Bible

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's (may Allah be his helper) Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 25 | Friday 24 August 2018 | Issue No. 34

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 52ویں جلسہ سالانہ کا اپنی تمام تر عظیم الشان اسلامی روایات کے ساتھ 3، 4 اور 5 اگست 2018ء کو حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں نہایت شاندار، کامیاب اور بابرکت انعقاد

جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کے افتتاح کی باقاعدہ تقریب اور اس موقع پر امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ڈیوٹیاں دینے والے کارکنان اور کارکنات سے خطاب میں متعدد نہایت اہم نصائح

کم و بیش دس ہزار رضا کارانہ خدمت کرنے والے مردوں اور عورتوں اور بچوں نے دینی جذبہ سے سرشار اور جماعتی اعلیٰ روایات کے مطابق جلسہ کے ایام میں مہمانوں کی خدمت کی سعادت حاصل کی

18 ویں انٹرنیشنل تبلیغی و تربیتی سیمینار کا انعقاد۔ جلسہ سالانہ کی پریس میں تشہیر

جلسہ کے پہلے روز خطبہ جمعہ میں میزبانوں اور مہمانوں کے لئے نہایت اہم نصائح

جلسہ سالانہ کے ایام میں مختلف پروگرامز اور نمائشوں وغیرہ کی مختصر جھلکیاں

رپورٹ: نظامت رپورٹنگ جلسہ گاہ

[بقیہ رپورٹ: از گزشتہ شمارہ]

ڈیوٹیوں کے افتتاح کی باقاعدہ تقریب

شام سات بج کر چھ منٹ پر حضور انور اپنے عشاق کے نعروں کی گونج میں مرکزی پنڈال میں رونق افروز ہوئے جہاں جلسہ پر ڈیوٹی دینے والے تمام رضا کاران و کارکنان و مرکزی مہمانان جو مختلف ممالک سے بحیثیت نمائندہ تشریف لائے تھے حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے چشم براہ تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے اور تقریب کا باقاعدہ آغاز فرمایا۔ اسٹیج پر حضورِ انور کے عقب میں محترم رفیق احمد حیات صاحب (امیر جماعت احمدیہ یُوکے و افسر رابطہ)، محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد (مبلغ انچارج ، نائب امیر و افسر جلسہ گاہ) اور محترم ناصر خان صاحب (نائب امیر و افسر جلسہ سالانہ) نے بیٹھنے کی سعادت حاصل کی۔ اس تقریب میں حضورِ انور کے سامنے دائیں و بائیں جانب جلسہ پر مختلف ممالک سے تشریف لانے والے مہمان و بزرگان کرسیوں پر تشریف فرما تھے۔ جبکہ ان سے کچھ آگے جلسہ سالانہ و جلسہ گاہ و خدمتِ خلق کے تحت خدمات سرانجام دینے والے شعبہ جات کے ناظمین اور اس سے آگے نائب ناظمین و معاونین نے بیٹھنے کے سعادت حاصل کی۔

تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا۔ مکرم دانیال تصور صاحب (طالبعلم جامعہ احمدیہ یُوکے) نے سورۃ آل عمران کی آیات 149 اور 150 کی تلاوت کرنے کی اور اسامہ مبارک صاحب (طالبعلم جامعہ احمدیہ یوکے) کو اس کا انگریزی ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع معائنہ انتظامات

بعد ازاں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز منبر پر تشریف لائے اور حاضرینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ عنایت فرمانے کے بعد تشہد، تعوذ اور تسمیہ پڑھا اور فرمایا:

الحمد للہ، اللہ تعالیٰ ہمیں انشاء اللہ تعالیٰ اگلے ہفتے ایک اور جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ اور آپ لوگ جو کارکنان ہیں انہیں یہ توفیق مل رہی ہے کہ مہمانوں کی خدمت کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ کئی سالوں سے کارکنان بڑے جوش اور جذبے سے خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ ہر شعبہ میں گزشتہ سال کی نسبت ہر سال بہتری آتی ہے۔ پس ایک تو یہ کہ **کبھی یہ خیال نہ کریں کہ آپ کا کام مکمل ہو گیا یا perfection اس میں آ گئی ہے۔ ہر شعبہ میں بہتری کے لئے، خوب سے خوب تر کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہیں تا کہ ہم مہمانوں کو زیادہ سے زیادہ آرام پہنچا سکیں۔**

حضورِ انور نے پارکنگ اور پھر رجسٹریشن کے شعبہ جات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

مہمان باہر سے آتے ہیں تو سب سے پہلے پارکنگ سے واسطہ پڑتا ہے۔ بلکہ اس سے پہلے رجسٹریشن کا شعبہ ہے۔ وہاں بھی بعض دفعہ بدمزگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو بھی کارکنان ہیں وہاں، مہمانوں کے پاس بعض دفعہ پورا تعارف نہیں ہوتا، خاص طور پر جو باہر سے آئے ہوئے مہمان ہیں ان کے پاس کارڈ نہیں ہوتے۔ اور اس دفعہ کچھ تبدیلیاں مرکزی نظام میں کی گئی تھیں اس کی وجہ سے ہوسکتا ہے کہ یورپ سے آنے والے مہمانوں کے بھی کارڈ آپ پوری طرح سکین نہ کرسکیں یا پوری طرح تعارف نہ مل سکے، اس لئے **بڑے تحمل سے ان کو سمجھائیں اور جو بھی ان کی ضرورت ہے وہ پوری کریں۔ لیکن بہرحال جو قواعد و ضوابط مقرر کئے گئے ہیں ان کی پابندی آپ نے ضرور کرنی ہے۔**

حضورِ انور نے فرمایا کہ پھر جیسا کہ میں نے کہا کہ پارکنگ ہے اس میں بھی بعض دفعہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو بدمزگی پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔ وہاں بھی خدام بڑے تحمّل سے اپنی ڈیوٹی دیں اور ان کی رہنمائی کریں۔

حضورِ انور نے مہمانوں سے ہر موقع پر خوش اخلاقی سے پیش آنے کی نصیت کرتے ہوئے فرمایا:

پھر کھانا کھلانے کی مہمان نوازی ہے۔ جہاں تک لنگر میں کھانا پکانے کا سوال ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی ٹیمیں اب مکمل طور پر ٹرینڈ ہو چکی ہیں جو جلسہ میں شامل ہونے والے لوگوں سے دوگنے، تگنے افراد کا بھی کھانا پکا سکتی ہیں۔ لیکن کھانا کھلانے کے لئے بعض دفعہ نئے کارکنان بھی ہوتے ہیں، اطفال بھی ہوتے ہیں۔ مہمانوں کا بعض دفعہ صحیح رویّہ نہیں ہوتا۔ ان سے آپ نے **ہر حالت میں خوش اخلاقی سے پیش آنا ہے۔**

حضورِ انور نے ڈیوٹی کے دوران چہرے پر مسکراہٹ رکھنے اور دعاؤں کی طرف توجہ کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

صدر صاحبہ لجنہ نے مجھ سے پوچھا کہ اس سال کارکنات کے لئے کیا خاص ہدایت ہے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تم لوگ کام کرنے والی ہو۔ خاص ہدایت کوئی نہیں ہے۔ صرف ایک ہدایت ہے۔ بلکہ دو باتیں ہیں۔ کہ ایک تو **تمہارے چہرے پر ہر وقت مسکراہٹ رہنی چاہئے۔** دوسرے دعاؤں کی طرف توجہ رہنی چاہئے۔ کیونکہ ہمارے سب کام دعا سے ہوتے ہیں۔ کارکنان، کارکنات کبھی یہ نہ سمجھیں کہ ہماری کسی حکمتِ عملی کی وجہ سے یا ہماری کسی مہارت کی وجہ سے یا کسی بھی قسم کی expertise کی وجہ سے ہم یہ کام انجام دے رہے ہیں۔ **ہمارے کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتے ہیں اور خاص طور پر جب اللہ تعالیٰ کی خاطر کام کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف پہلے سے زیادہ جھکنا چاہئے۔**

ڈیوٹی کے دوران نمازوں کی حفاظت کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے حضورِ انور نے فرمایا:

اس لحاظ سے بھی ہر کارکن کو جیسا کہ میں ہمیشہ یاددہانی کرواتا ہوں آپ کو، **اپنی نمازوں کی حفاظت کی ہمیشہ ضرورت ہے۔ جتنی چاہے سخت ڈیوٹی ہو اپنی نمازیں آپ کو بہرحال وقت پہ ادا کرنی چاہئے۔ اور اگر باجماعت، گروپ بنا کر نماز ادا ہوسکتی ہو تو اس طرح کریں۔**

حضورِ انور نے جلسہ کے ایام میں مسجد فضل آنے والے مہمانوں کو پارکنگ کے متعلق احتیاط برتنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

دوسری ایک بات جو یہاں جلسہ گاہ سے تعلق تو نہیں رکھتی۔ لیکن مسجد فضل کے علاقہ سے زیادہ تعلق رکھتی ہے۔ شاید بیت الفتوح کے علاقہ میں بھی ایسی مشکلات پیدا ہوتی

باقی صفحہ نمبر16 پر ملاحظہ فرمائیں